

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَاكَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمِ إِذْ أَنْزَلْنَا
الْقُرْآنَ بِرُوحِ الْقُدُسِ فِي اللَّيْلِ وَالنَّجْمِ إِذْ أَنْزَلْنَا

بیت روزہ

پتہ سید عالمیہ احمدیہ کے دفائی مرکز قادیان کا پتہ



۱۵/۵۰

تعلیمی اور تربیتی پتہ

شہید مبارک

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد
امام جماعت احمدیہ جنہوں نے
۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو دنیا بھر کے
مکذبین احمدیت کو عالمگیر جماعت
احمدیہ کی مسانڈگی میں مباہلہ
کا چیلنج دیا جس کے عظیم الشان
نتیجے دنیا بھر میں ظاہر ہوئے
ہیں۔



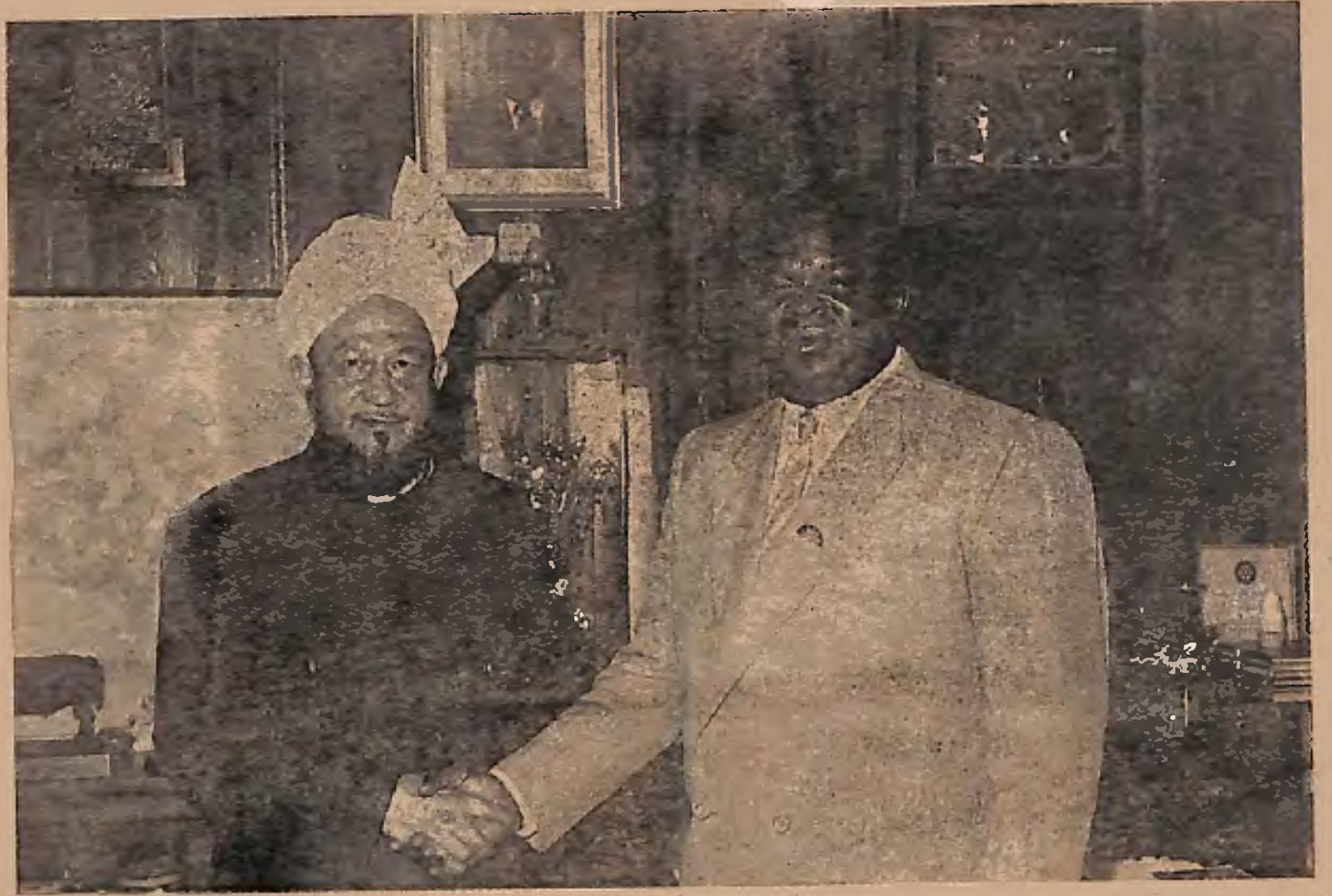
ادارہ تحریریں

ایڈیٹر: عبدالحق فضل
نائب: قریشی محمد فضل اللہ

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ مغربی افریقہ (جنوری فروری ۱۹۸۸ء) کے
روح پرور مناظر



حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ
گھانا کے پریذیڈنٹ سے ملاقات
فرماتے ہوئے :-



سیرالیون کے صدر مسٹر ایچ۔ ای۔ جوزف
سیدو کے ساتھ :-



لائبیریہ کے صدر سے ملاقات
کے بعد مصافحہ فرماتے ہوئے :-



ہفت روزہ بدر قادیان

جلد سوم

سہ ماہیہ

۱۲۰۹ھ جمادی الاول

پہلی (مطابق)

۱۵ فروری ۱۹۵۸ء

۱۵ دسمبر ۱۹۵۸ء

جلد ۳ شمارہ ۱۵

شرح چترہ

سالانہ ۵۰ روپے
ششماہی ۲۵ روپے
ماہانہ غیر بزرگی ۲۰ روپے

اشتراک

قادیانہ ۱۲ فروری (دوسرا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعیہ علیہ السلام بنصرہ العزیزہ کے صحت کے بارے میں ہفت روزہ اشاعت کے دوران میں منظر سے دور رہنے کی اطلاع منظر سے کہ حضرت بزرگوار بقولہ تعالیٰ خیر وعافیت سے ہیں اور دفعہ ہر ماہ سے دینیہ کے دوسرے نے یہ سہ ماہیہ منظر سے علیہ السلام کے احباب کے ساتھ اپنے دل سے جاننے سے پیار سے آفاقی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں ہرگز انرا حصے کے لئے درود سے دعا کی ہے۔

اداریہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک افتراء عظیم

پہلی سبب اول مسئلہ ختم نبوت

مکمل فریضہ و مکمل فریضہ احمدیت ایک سوسال سے جماعت احمدیہ پر افتراء عظیم کرتے ہوئے سب سے بڑا انہام انکار ختم نبوت کا لگا رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں مارچ ۱۹۵۷ء کو جو کچھ لکھا وہ سب کچھ کا پہنچ دیا ہے۔ اس میں بھی اسی پہلو کو بالخصوص ملحوظ رکھا گیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ:

”بانی سلسلہ احمدیہ کی عمومی تکذیب کے علاوہ ان کی مقدس ذات سے دنیا کو بالخصوص مسلمانوں کو مستغفر کرنے کے لئے جب ذیل کردہ الزامات بھی لگائے جا رہے ہیں کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے ختم نبوت سے تعریف و تکرار کیا۔ قرآن مجید کی لفظی و معنوی تحریف کی۔۔۔۔۔ شرعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔۔۔۔۔ میں بحیثیت امام جماعت احمدیہ عالمگیر اعلان کرتا ہوں کہ یہ سب الزامات بھی سراسر جھوٹے اور افتراء ہیں۔ اور ان میں ایک بھی سچا نہیں

لعنة الله على الكاذبين“ (سبب لکھا کھلا صلیح)

جب ہم حقیقت کے آئینہ میں اس دعویٰ کو دیکھتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے پورے لٹریچر کا درجہ درجہ چھان کر رکھ دیتے ہیں تو کسی ایک جگہ بھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے انکار کا ایک ٹیپہ بھی نہ ملتا۔ دکھائی نہیں دیتا۔ اور اس کے مقابل پر ہزاروں اور لاکھوں مقامات پر ہم دکھا سکتے ہیں کہ ہر سے تہ ذلیل اور وہ آفرین انداز میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کیا ہے۔ معقولہ حکمت ہے کہ تفسیر و التعلیل بعد الایرضی بہ قائمہ باطنیہ کے کسی قارئین کے قول کی تفسیر اس کی منشا کے خلاف کرنا باطل ہوتا ہے) لہذا کذبین علماء کا جماعت احمدیہ کو منکر ختم نبوت قرار دینا ایک ایسا افتراء عظیم ہے جس کی فیکر نہیں سچا۔

ایسے خیالات سے وراثت است و جنون

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ ”اسی نبی ہونے کا ہے جو قطعاً ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ اس کے مقابل پر کذبین علماء کا عقیدہ اسدائین مستقل نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا یقیناً رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے سراسر منافی ہے۔ ان تمام باتوں کی وضاحت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات عالیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ خدا باری :-

- (۱) ”میں جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسے کو بی دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں“ (تقریر واجب الاعلان ص ۱۸۹)
- (۲) ”یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور میں نے یہ سب سے قبل مستحق طور پر اپنے نہیں ایسا ہی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا عقیدہ منکرہ اور عقیدہ قبلہ بنا تا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء اور متابعت سے باہر ہوتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے“ (مکتوب نوشتہ ۲۳ مئی ۱۹۰۵ء)
- (۳) ”میں عامۃ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ سبھی اللہ جل جلالہ کے رسول کے ہونے کا ختم ہو گیا ہے“

اس تاریکی کے زمانہ کا لورین ہی ہوں

(سید ہندستان ہی علی)

270441
"ELBEXPORT"

پشاور سے پبلشرز کے ذریعے پشاور پبلشرز کے ذریعے پشاور پبلشرز کے ذریعے

سینٹرل صحافتی ادارہ لاہور سے پبلشرز کے ذریعے پشاور پبلشرز کے ذریعے پشاور پبلشرز کے ذریعے

نہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میرا عقیدہ ہے۔ و لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میرا عقیدہ ہے۔

۱۔ "آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ سنی ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست نبوت منقطع ہو گئے اور اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہو گا۔ اور اس طرح پر وہ آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہو گا؟ (ریویو بر مباحثہ بیادوی و جگر الوئی ص ۱۹۱)

۱۲۔ "قرآن شریف عارف فرماتا ہے کہ آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں مگر ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاتم الانبیاء ٹھہراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں جو صحیح مسلم و غیرہ میں آئے اسے اسے مسیح کو نبی اللہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ وہاں حقیقی نبوت مراد ہے۔ اس کا ظہور ہے کہ جب وہ اپنی نبوت کے ساتھ دین میں آئے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح خاتم الانبیاء ٹھہر سکتے ہیں؟ (کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۹۱ مطبوعہ ۱۹۸۵ء)

۱۳۔ حضرت عیسیٰ جن کے دوبارہ آنے کے بارے میں ایک جھوٹی امید اور جھوٹی طبع اگرں کو دامنگیر ہے۔ وہ امن کی ذمہ داری سنبھال سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اتر کر نئے سرے سے وہ مسلمان ہوں گے۔ کیا اس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے؟

(مکتوب فرشتہ ۲۳ ص ۱۹۸ مطبوعہ اخبار لاہور ۲۹ مئی ۱۹۸۷ء)

ان تمام اقتباسات سے ثابت ہے کہ کذب کا جہاد کا جماعت احمدیہ کو ختم نبوت کا منکر قرار دینا ایک فساد عظیم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک یہ علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ایک مستقل اسرار میں نبی کی آمد کے قائل ہیں۔ وہ نبی صحت پر انجیل نازل ہونے کی خبر کا کلمہ بھی یہ لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ پڑھتے ہیں جب تک یہ ایسے نبی کی آمد کے قائل ہیں اس وقت تک یہ خود ختم نبوت کے منکر قرار دیتے ہیں۔ (باقی صفحہ پر)

نشانِ یوم الفرقان

ہماری غزلیں ہمارے غمروں سے تم کو یاد دلائی گی کہہ کہل کاروان سے تم کہل کہاں رہی ملیگی

عجبے برآمد اللہ روشن نظر رہے
 زمین سے جسے بارے گھرا رہے
 ستم کے انتہا جب ہو چکے تو
 نشانے تک بھوسے نہ چھوڑا اسے کابالی
 اُسے شکر کے جو طوقاں اب کہاں رہی
 ادا کیے کہ دینے سے شکر سیدھے
 فظاں احمد کے جسے فتح مہینے سے
 کہاں سے نسبت مزید سے کو آسمان نے
 یہ دانت بے پونیسے تھا کب تاکہ دیکھے
 ہمارے جسے جگسی کے لاج رکھ لی
 کہاں سے نے خدا ملت نہیں ہے
 بڑے ڈالا رہنے سے آسمان سے کو
 مبارک قدر مبارک کہ ابن فساد
 نشانے سے بھرا جواب خود بے غفلت
 کہاں سے راجر گئے اور سانی ان کے
 تعاقب میرے مونس کا نہ کرنا
 پلٹ آ واد کے ایمن میرے سرکا

نگہ گردوں کے حور سے کو مٹا
 فلک نے خوب تم اسے کواٹھا
 ستم کا یاد نہ بدل چکا
 غبار راہ کے مانند اٹھا
 کہاں سے میرے اب کہاں میرے خدا
 کہاں سے مدت تھا پر تو نے مٹا
 زمین سے داس حال سے کہہ لو
 فلک چہرے سے شوکا منہ پر آیا
 زمانے بھر کو جو تو نے دکھا
 تیرا حال سے ہے زیت انبرا
 خدا دیکھو تو خود میں والے میں آیا
 طور سے جس مغرب میرے دکھا
 شریا سے نشانے سے دکھا
 نشانے سے پہلے سے بڑھ کر ہم نے پایا
 عصا موسیٰ کا آخر کام آیا
 خدا نے ہر زمانے سے میرے بتایا
 اشارہ واپسی کا ہم نے پایا

بڑھا جسم ساقی آ رہا ہے
 نقیب رول کا نصیب جگمگا یا

(محتاج دعا: فیصلہ برطانیہ رضو کے ساتھ)

۱۹۸۸ء

۲۔ "ہمارا اعتقاد جو ہم دنیاوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ بھلائی کو فقی باری تعالیٰ اس عالم گزراں سے کوچ کریں گے۔ یہ ہے کہ سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ کمال دین ہو چکا ہے اور وہ نعمت بمرتبہ تمام پہنچ چکے جس کے ذریعے سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔"

(ازالہ اوہام عقدا اول ص ۱۳۷ مطبوعہ ۱۸۹۱ء)

۵۔ "ہمارا اعتقاد ہے کہ ہمارے رسول تمام رسولوں سے بہتر اور سب رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہیں۔ اور افضل ہیں ہر ایسے انسان سے جو آئندہ آئے یا گذر چکا ہو۔"

(آئینہ کالات اسلام ص ۲۲۷ مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

۶۔ "مبارک نبی حضرت خاتم النبیین امام الاعداء ختم المرسلین خیر النبیین و پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسے پیارے خدا اس پیارے نبی پر درود رحمت اور درود بھیج جو ابتداء سے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔"

(انعام الحجۃ ص ۲۸ مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

۷۔ "تمام تعریفیں خدا کے لئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود و سلام اس کے نبیوں کے سردار پر جو اس کے دستوں میں سے برگزیدہ اور اس کی مخلوقات اور ہر ایک پیدائش میں سے پسندیدہ اور خاتم الانبیاء اور خیر الالہیاء ہے۔ ہمارا سید ہمارا امام ہمارا نبی خیر مصطفیٰ جو زمین کے باشندوں کے دل روشن کرنے کے لئے خدا کا آفتاب ہے۔"

(نور الحق ص ۱۸۹۲ء)

۸۔ "جوہر اللہ کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ایمان رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ پر اسی کی کتبوں پر اور تمام رسولوں اور تمام فرشتوں اور مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر اور میں ایمان رکھتا ہوں اس پر کہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہیں۔"

(حماصۃ البشری ص ۱۸۹۳ء)

۹۔ "مجھ پر اور میری جماعت پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے ہم جس قوت یقین و معرفت اور بصیرت کے ساتھ آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں اس کا انکھواں حصہ ہمیں وہ لوگ نہیں مانتے ہیں۔" (الحکم ۷ مارچ ۱۹۵۷ء)

۱۰۔ "اب بجز حمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت و لانا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے آتی ہو۔" (تجلیات الہیہ ص ۱۹۰۶ء)

۱۱۔ "اللہ جل شانہ نے آحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی، جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کالات نبوت بخشی ہے اور آپ کی توجہ روحانی ہی تھی۔ اور یہ قوت قدسیہ کس اور نبی کو نہیں ملی۔" (حقیقت الوری ص ۱۹۰۶ء مطبوعہ ۱۹۰۶ء)

میری ہمدردی جو ان اہل شکر کے لیے ایک نئی کانٹا ہے

یہ ہے چاہتا ہوں کہ ہمارے مالے مالے کے گھر بھرا جائے اور سپاہ

اور یقین کے جواہرات سے لڑنے کے لیے اس کے واسطے استمداد پر ہو جائے

اس شہادت عالیہ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ و محمدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں ہی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والد مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر میں صرف ان باطنی عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بد عملی اور نا انصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری عیسائی اصول۔ میری ہمدردی کے جوش کا اہل شکر کا یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان لگائی ہے اور مجھے جواہرات کے سونے پر اطلاع ہوتی ہے۔ اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے نکلے گا اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام ہی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے۔ جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے وہ پتھر کیا ہے؟

سچا خدا

اور اس کا حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کیساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں ہی نوع کو اس سے غرو رکھوں اور وہ مجھ کے رتبہ اور میں عیش کروں یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ انکی ہڈی اور تنگ گردانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہرات انکو ملنے لگیں کہ ان کے دامن استمداد پر ہو جائیں ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنے نوع سے محبت کرتی ہے یہاں تک کہ جو شیواں بھی اگر کوئی خود غرضی حالت میں ہو پس جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بٹاتا ہو، اس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبت کرے سوائے نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں ہاں ان کی بد عملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فتنوں اور بغاوت کا دشمن ہوں کسی کی دولت کا دشمن نہیں رہا۔ لے وہ خزانہ جو مجھے ملے ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے۔ وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دنیا میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے مجھے بھیلا گیا ہے کہ تمام رسولوں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پر جگہ تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا پان زندگی کے ذریعہ ہے اعلیٰ نمونہ دکھانے والا صرف حضرت میدان مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور نبی خدا کی پاک اور مہر جی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے سچے معبود اور مہر جی معبود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔ یہ جو میرا سچ اور مہر جی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا۔ اور پھر خدا نے اپنے بلا واسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا۔ اور پھر زمانہ کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔ عرض میرا ان ناموں پر نہیں لگاؤ میں میرا خواجوا جان اور میرا کا ایک میں اسکو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اسکی طرف سے ہوں۔

(اور بعد میں فرمایا)

میں وہ درخت ہوں جس کا حقیقی نام ہے ہاتھ لگایا ہے



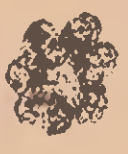
جس طرح خدا پہلے ماسورین اور کذبین میں آئی تھی ان فیصلہ کروا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کروا

خدا سے منت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو!

میرے پر ایسی رات کوئی کم گذرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی توجہیں تیرے ساتھ ہیں اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے مگر مجھے اسی کے منہ کی قسم ہے کہ میں اب بھی اس کو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا بھوکو نہیں پہچانتی۔ لیکن وہ مجھے جانتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور ہر اس پر قسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہود اسکر یوٹی اور ایجر جہنم کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے نصیحت کرنا چاہے۔ پھر دیکھتے کہ خدا کس کے ساتھ ہے؟ اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب ملکر میرے ہاتھ لگانے کیلئے دعاؤں کریں۔ یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں۔ تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعاؤں نہیں سنتے گا۔ اور نہیں رکے گا۔ جتنا کہ وہ اپنے نام کو پورا نہ کرے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے۔ اور اگر تم گناہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کا زبوں کے اور منہ ہوتے ہیں۔ اور خدا تو ان کے اور خدا کی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افتراء کے ساتھ ہو۔ اور نیز اس حالت پر بھی کہ فسوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدا سے جو عظیم وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اس کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس پر سستی کروں۔ اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر کھینا چپا ہیں۔ ان دنوں کی ہے محض ایک کیرا۔ اور بشر گیا ہے محض ایک مشفقہ ہیں کیونکہ میں تھی و قوم کے حکم کو ایک کیرے یا ایک مشفقہ کے لئے ڈال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے ماسورین اور کذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کروایا۔ اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے ماسورین کے اپنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔

خدا سے منت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔

(تحفہ گونڈو دیہات ص ۱۰)



خطبہ جمعہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر قائم ہوئے ہیں چونکہ چلے ہیں کے مجاہدین کا نام

ہمیشہ زندہ رکھا جائے گا۔ !!!

پاکستان سے باہر جہاں تک چندہ و ہندوگان کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر پاکستان میں نمبر

آج کے تمام طور پر ان دنوں پر زور دینے کی اگلی صبحی کا دن نہ پڑھے کہ لوگ بھی قید کی حالت میں ہوں

از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایضاً اللہ تعالیٰ بجزیرہ العزیزہ فرمودہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبد الحمید صاحب غازی لندن کا قلب بند کردہ ایما بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادا کیا کہنا
کھیتما اپنی ذمہ داری پر ہمدیت فارمین کو رہا ہے۔ (اللہ شکر ہے)

میں جتنے بھی سعید نخت احمدیوں کو توفیق ملی کہ وہ اس تاریخی اور عظیم تحریک میں شامل ہو سکیں ان کے بعد دوبارہ اس فہرست میں کسی نام کی گنجائش نہیں رہی اور مسلسل وہی فہرست ہے جو آج تک چلی آ رہی ہے اور وہی لوگ ہیں کہ جن میں سے جو زندہ ہیں وہ آج بھی چندہ لے رہے ہیں۔ تو میں نے چند سال پہلے یہ تحریک کی تھی کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی قربانیاں نہایت حیرت انگیز اور عظیم الشان ہیں باوجود اس کے کہ ان دنوں اردو کے لحاظ سے ان کے چندے کی کل مقدار اچھے چندے کی تعداد کے مقابل پر کچھ نہیں تھی لیکن جہاں تک خلوص کا تعلق ہے اور تقویٰ کے ساتھ خدا کے حضور پیش کرنے کا تعلق ہے اور جہاں تک اللہ کے تناسب سے قربانی کا تعلق ہے ان لوگوں نے عظیم الشان قربانیاں دیں جن میں وہ بالارادہ بھگت شامل ہوئے اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ وہ غیر ارادی طور پر اس عظیم الشان قربانی میں شامل ہوئے اور پھر اس کو نبھاتے چلے گئے۔

غیر ارادی طور پر اس طرح کہ جب حضرت مصلح موعود نے تحریک فرمائی ۱۹۲۴ء میں تو اس وقت بہت سے نئے دالوں لے لے یہ سمجھا کہ یہ تحریک صرف ایک سال کے لئے ہے چنانچہ انہوں نے اس خیال سے اپنی سالانہ طاقت سے بڑھ کر اس تحریک میں حصہ لے لیا اور یہ خیال کیا کہ کچھ قرض اٹھالیں گے کیونکہ ایسی تحریکات تو روز روز ہوتی ہیں کہ میں نے چنانچہ انہوں نے اس انداز سے کے مطابق کہ زیادہ دیتے ہیں اور باقی قرضے بعد میں پورے کرتے رہیں گے اپنی سالانہ توفیق کے مقابل پر قربانی میں بہت زیادہ حصہ لے لیا۔ کچھ مہینوں کے بعد حضرت مصلح موعود سے وضاحت کروائی گئی تو

ان میں سے ایک کبھی نہیں جس نے پیچھے قدم ہٹایا ہو
ہر ایک نے بلا استثناء یہ عہد کیا کہ میں خدا سے ایک دفعہ وعدہ کر چکا ہوں

تشہد، تعویذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے فرمایا: آج نومبر کی چار تاریخ سے اور یہ وہ ٹہینہ ہے جس میں ہر سال تحریک جدید کے نئے سال کا آغاز ہوتا ہے اس نسبت سے یا تو اکثر کے آخری ہفتے میں یا نومبر کے پہلے ہفتے میں تحریک جدید کے آئندہ سال کا باقاعدہ اور رسمی طور پر اعلان کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کو قائم ہوئے آج چونکہ سال گزر چکے ہیں اور اب ۵۵ ویں سال کے آغاز کا اعلان کیا جائے گا جو چندہ دہندگان پہلے تحریک جدید میں شامل ہوئے ان کی فہرست کا نام دفتر اول ہے اور آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دفتر اول کے نسبت سے چندہ دہندگان زندہ موجود ہیں اور اپنے چندہ کو باقاعدہ مسلسل آگے بڑھاتے چلے جا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک تعداد ایسی تھی جو فوت ہو گئی اور طبی بات ہے کہ سال بہ سال اس دفتر میں کمی واقع ہوتی تھی لیکن کیونکہ میں نے تحریک کی تھی کہ جہاں تک ممکن ہو

دفتر اول کے مجاہدین کا نام ہمیشہ زندہ رکھا جائے

اس لئے اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال اس دفتر کی تعداد میں بھی ایک دفعہ گرنے کے باوجود اضافہ ہونا شروع ہو گیا ہے یعنی کل اصل تعداد میں تو اضافہ ہونے میں سکتا کیونکہ یہ دفتر تقریباً دس سال کے بعد ان مضمون میں بند کر دیا گیا تھا کہ اب اس دفتر میں مزید کوئی چندہ دہندگان شامل نہیں ہو گا بلکہ جو لوگ اس یا کینہ مبارک تحریک میں شامل ہونا چاہتے ہیں اب ان کے نام دفتر دوم کی فہرست میں لکھے جائیں گے لہذا دفتر دوم کو قائم ہوئے اب پینتالیسواں سال ہے میں یہ بات اس لئے کہل رہی ہوں کیونکہ اس کے بعد میں جامعیت کو ایک امر کی یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں بہر حال ان پہلے دس سالوں

پیشکش: عبد الرحیم و عبد الرؤف، مالکان جمید ساری مارٹ، سالہم پور۔ کتابت راز لیسہ

پیشکش: عبد الرحیم و عبد الرؤف، مالکان جمید ساری مارٹ، سالہم پور۔ کتابت راز لیسہ

اس سے پیچھے قدم نہیں ہٹانا۔ ہمارا اپنے رب پر کامل توکل ہے اور وہی ہمیں وعدے پورے کرے گی تو فیق عطا فرماتا رہے گا۔ چنانچہ اس لحاظ سے خدانے ان کے توکل کو سچا کر دکھایا وہ نہ صرف یہ کہ پیچھے نہیں ہٹے بلکہ جو ان میں سے فوت ہوئے وہ تادم واپس آئے وقت تک مکمل دفا کے ساتھ اس عہد کو نبھاتے رہے۔

ان دنوں جماعت کے اقتصادی حالات بہت ہی ناگفتہ بہ تھے اور قادیان کی تو سبھاری اکثریت غریب اور درویشوں پر مشتمل تھی ایسے حالات تھے کہ بعض دفعہ جماعت کو مہینوں انجن کے کارکنوں کو مقرر کر دیا معمولی گزارے دینے کے لئے سے نہیں ملتے تھے اور حضرت مصلح موعودؑ فرما کر فرمایا کرتے ان کو پیسے دیا کرتے تھے یا بعض دفعہ کئی کئی مہینے یہ اعلان کیا جاتا تھا کہ آپ حسب توفیق اپنے طور پر قرضے اٹھائیں اور جب جماعت کو توفیق ملے گی تو آپ کو گزرا رہے دے دے جائیں گے۔

تو جب ایسا قریبانی کو ان حالات کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو اس کی عظمت اور بھی زیادہ نمایاں ہو کر دکھائی دینے لگتی ہے۔ پھر اس دفتر کی ایک عظمت ایسی ہے جو دوبارہ کسی دفتر کو نصیب نہیں ہو سکتی یعنی اس میں صحابہ کی بہت بڑی تعداد شامل تھی اور ان صحابہ میں سے ایسی گنتی کے صرف چند رہ گئے ہیں جو دفتر اول میں شامل تھے۔

پس اس دفتر نے تو لازماً رفتہ رفتہ تاریخ کی یادیں بن جانا تھا اور گزیرے ہوئے وقتوں کی کہانی ہو جانا تھا اس لئے میں نے یہ تحریک کی تھی کہ جہاں تک بھی جماعت کو توفیق ہو کھو دکھو کر گریڈ کر کے ان لوگوں کے متعلق معلوم کریں کہ ان کی اولادیں کہاں ہیں۔ کون ان کے عزیز ہیں جو براہ راست ان کی اولاد نہ بھی ہوں تو اب ان رفقاء کے کئے ہوئے وعدوں کو دوبارہ از سر نو پیش کریں اور یہ عہد کریں کہ انشاء اللہ وہ اور ان کے بعد ان کی نسلیں سبھی ان کے وعدوں میں اضافہ کرتی چلی جائیں گی اور اضافے کے ساتھ جماعت کو پیش کرتی چلی جائیں گی۔

اس لحاظ سے یہ دفتر ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ ہو سکتا ہے چنانچہ اس اعلان کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو کسی حد تک توفیق ملی اور اس دفتر میں ہر سال دوبارہ اضافہ ہونا شروع ہو گیا ہے۔ لیکن آج جو خاص بات میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر وہ سارے کھاتے زندہ نہیں ہوئے تو اس میں جماعت کا کوئی قصور نہیں ہے۔ تحریک جدید نے جس کے سرپرست یہ کام کیا گیا تھا پوری ہوش مندی سے یہ کام نہیں کیا۔ میں نے دفتر اول کو بار بار بلجھتے اور سمجھایا کہ اس طریق پر کام کریں لیکن پھر جواب یہی آتا ہے کہ پیسے نہیں ملے گا۔ ان کے ہاں ہے چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ آپ جتنے نام تلاش ہو سکے ہیں ان پر نشان ڈالیں اور باہری کتاب مجھے بھیجیں اور یہ کام میں خود اپنے ہاتھ میں لیتا ہوں کہیں طرح ان بزرگوں کو تلاش کیا جائے اور ان کی اولادوں کے ساتھ ان کا تعلق قائم کیا جائے۔ چنانچہ ایک دن جب میں نے سرسری نظر سے اس کا جائزہ لینا شروع کیا تو حیرت ہوئی کہ اگر وہ آنکھیں کھول کر محض اپنی یادداشت ہی سے کام لیتے یعنی لوگوں کے پتے و کام نہ کرتے اور یہ نہ سمجھتے کہ بس جماعت کو بھی کچھ دو جس جماعت میں کوئی ہے اور پھر دیکھو کہ جواب آتا ہے بلکہ ہوش مندی سے اس ہنرست کا مطالعہ کر لیتے تو قادیان کی پروردہ نسل کے ذہن میں بہت سی یادیں محفوظ ہیں اور وہ یہاں آسانی دوبارہ تازہ ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ جب میں کینا لو گزرا اور افریقہ کے دوسرے سماں پر نظر ڈالی تو بہت سے لوگ مجھے یاد تھے ان کی اولادیں کینا دیکھ کر پتہ چل گیا اور کوئی کینا جاکر آباد ہو گیا ہے۔ کچھ لوگ پاکستان چلے گئے اور اپنے بچے معروف ہو گئے ہیں۔ اسی طرح قادیان میں بہت سے لوگ تھے جو افریقہ جاکر آباد ہو گئے یا افریقہ چھوڑ کر کسی اور ملک میں چلے گئے تو اگر محض ایک سرسری جائزہ بھی لے لیا جانا اور وہ اضران متعلقہ تین کو قادیان میں پرورش پانے کی سعادت

ملی ہوئی ہے وہ اکٹھے بیٹھ کر یا الگ الگ خور کرتے تو ان ناموں میں بھاری تعداد ایسے افراد کی تھی جن کو از سر نو دریافت کر لینا اور اسی طرح ان کی اولادوں کو بھی دریافت کر لینا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ جب میں نے ان افراد کے ناموں پر سرسری نظر ڈالی تو پتہ لگا کہ خدا کے فضل سے وہ ساری

دنیادی لحاظ سے غیر معمولی طور پر خوش حال تھے

اور مجھے یقین ہے کہ یہ جماعت کے اولین قربانی کرنے والوں کی قربانی کا صلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس طرح بھی بے ربا ہے کہ ان کی اولادوں کے احوال میں برکت ڈال رہا ہے۔

اس لحاظ سے تو ان پر دہرا فرض مائد ہوتا ہے اور فرض کا سوال نہیں ان کو اگر پتہ لگ جائے کہ کن بزرگوں کی اولادوں کو نیکوں کو ہم نے زندہ کرنا ہے اور اس رنگ میں ہم دفتر اول میں شمولیت کا بھی ایک راستہ یا سکتے ہیں تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ فوری طور پر سعادت سمجھتے ہوئے اس تحریک میں شامل نہ ہوں چونکہ جو بدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ یہاں موجود تھے میں نے خود ان کو یہ معاملہ سمجھا دیا کہ آپ ایک موقع اور لینا چاہتے ہیں یا یہ معاملہ خود میں سنبھال لوں تو انہوں نے کہا کہ مجھے افسوس ہے وکیل اعلیٰ ہونے کے لحاظ سے یہ میری ذمہ داری تھی لیکن میں عہد کرتا ہوں کہ واپس جا کر پوری ہوش مندی کے ساتھ جس حد تک ممکن ہے اس سال کے اندر اندر نظر پر گم شدہ بزرگوں کو دوبارہ دریافت کرنے کی کوشش کریں گے اور جو بقیہ نام رہ جائیں گے وہ ہم آپ کو بھیج دیں گے تاکہ آپ اپنے طور پر جو کوشش کرنی ہے کریں تو اس پہلو سے میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے ایک بہت سبھاری تعداد ان میں سے ایسی ہوگی

جن کا چندہ واٹھی ہو جائے گا

اور میں نے تحریک جدید کو یہ بھی کہا تھا کہ جب آپ اس کام سے فارغ ہو جائیں پھر ایسے تمام افراد جن کے متعلق ہم سب کو ششوں کے باوجود معلوم نہیں کر سکتے کہ وہ کہاں ہیں ان کے متعلق میں دعوہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ جب توفیق ان کے چندوں کو زندہ رکھنے اور جب تک خدا تعالیٰ نے زندگی عطا فرمائی اس وقت تک اس عہد کو نبھانے کی کوشش کر دیں گا۔

تو اس لحاظ سے میں امید رکھتا ہوں کہ سوائے ان چند لوگوں کے جو بعض ابتلاؤں کا شکار ہو گئے اور جماعت سے ہٹ گئے باقی سب کے کھاتے ہمیشہ کے لئے دوام پکڑ جائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ تا ابد زندہ رہیں گے۔

دفتر اول کے بعد دفتر دوم کو پینتالیسواں سال ہے اور دفتر سوم کو چوبیسواں (۲۴واں) سال ہے اور دفتر چہارم کو صرف چار سال ہوئے ہیں۔

دوسرا خاص قابل توجہ پہلو یہ ہے کہ میں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ صرف چندے کو بڑھانا ہمارا مقصد نہیں بلکہ چندہ دینے والوں کی تعداد کو بڑھانا اولیت رکھنا ہے۔

جہاں تک جماعت کی ضرورتوں کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام بڑھتی ہوئی ضرورتیں خود بخود پوری ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ہمارے کام کی توفیق کے ساتھ خدا تعالیٰ خرچ بھی مہیا کرتا چلا جاتا ہے یعنی ضرورت تو یہ ہے کہ ساری دنیا میں ہر جگہ ہم فوری طور پر باقاعدہ مساجد اور مشورہ قائم کریں اور تبلیغ کا کام شروع کریں اور سارے عالم کا کام سنبھال لیں یہ ضرورت تو بہر حال ہمیشہ کے لئے ہے لیکن آپ سوچیں گے کہ یہ ضرورت تو پوری نہیں ہو رہی۔ میں جب کہتا ہوں کہ خدا ضرورتوں کو پورا کرنے کا توفیق ہے۔

اس نے کبھی بھی خالی ہاتھ نہیں چھوڑا تو میری مراد یہ ہے کہ ہماری ضرورتوں کو ہمارے کام کرنے کی توفیق سے ایک نسبت سے کام کرنے کے لئے جتنے جتنے مخلصین مہیا ہوتے چلے جاتے ہیں ان کے بڑھنے

کے ساتھ ساتھ ایسی ضرورتیں سامنے آجاتی ہیں جن میں وہ خدمت سرانجام دے سکتے ہیں اور اس کے ساتھ پھر روپے کی ضرورت پیش آتی ہے ایسی سزاوی ضرورتیں خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے لازماً پوری ہوتی ہیں۔ خلیفہ وقت کبھی بھی خالی ہاتھ ہو کر نہیں بیٹھ سکتا کہ یہ ضرورت سامنے آتی ہے اس کے لئے خدمت شکار بھی موجود ہیں لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے اس لئے میرا کمال ایمان ہے اور میرا تجربہ ہے اس تجربے کی روشنی میں میں سمجھتا ہوں کہ

میرا ایمان یا کمال درست

اور سچا ہے کہ جماعت احمدیہ اپنے کام کی توفیق بڑھانے کے لئے خدا تعالیٰ سے پورا کرنے کے لئے ذرائع ضرور ہتیا فرمائے گا۔

لیکن کام کی توفیق بڑھانے کے لئے اخلاص کی توفیق بڑھانی چاہیے اور مخلصین کی تعداد بڑھانی چاہیے اس لئے تحریک جدیدہ کا جذبہ ہو یا دوسرے جذبے ہوں ہمیں زیادہ زور اس بات پر دینا چاہئے کہ چندہ دہندگان کی تعداد زیادہ سے زیادہ بڑھتی رہے کیونکہ کچھ یقین بھی ہے اور تجربہ بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں مال خرچاتی ہیں خدا تعالیٰ لینا شروع کر دیتے ہیں ان کے ساتھ دریا میں پیش آتی ہیں۔

ایک تو یہ کہ ان کے اندر خدمت کا جذبہ بھی بڑھا شروع ہو جاتا ہے دوسرے

اللہ تعالیٰ ان کے اعمال میں برکت دیتا ہے

اور ان کے رزق میں بھی برکت دیتا ہے تو یہ قطعی اور یقینی چیز ہے اس میں کسی انداز سے اور کچھ کی بات نہیں اس لئے جماعت نے آئندہ دہائیوں اور کرنی ہیں اور کام بہت زیادہ ہیں تو یہی ایک طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مخلصین کی تعداد بڑھا کر پیش کرنے رہیں اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں کام کی نئی نئی راہیں بھی آپ پر کھولتا چلا جائے گا اور ان راہوں پر چلنے کی توفیق بھی خود عطا فرمائے گا۔ قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ کی آیت دُعا روح ہے کہ **أَرِنَا مَا نَسُكُنَا...** (سورۃ البقرہ ۱۲۹:۲)

کہ انہوں نے خدا سے عرض کیا کہ اے خدا مجھے میری قربان گاہیں دکھا مجھے وہ طریق بتا جس سے میں قربانیاں پیش کروں حقیقی معنوں میں ایسا کا مفہوم اس شخص پر ظاہر ہوتا ہے جو قربان گاہوں کی تلاش میں آگے بڑھتا ہے۔ اور پھر معلوم کرتا ہے کہ خدا کی توفیق کے بغیر قربان گاہیں بھی نصیب نہیں ہوا کرتیں اس نسبت سے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ فہم عطا فرمایا ہے جو حقیقی عرفان ہے کہ قربان گاہوں کو بڑھانے کیلئے دُعا مانگنے کا مطلب کیا ہے آپ جوں جوں دُعا کریں گے اور اخلاص کے ساتھ آپ اس راہ میں قدم آگے بڑھائیں گے خدا تعالیٰ نے کام آپ کے سامنے پیش کرتا چلا جائے گا اور

وہاں کے بغیر ان سے کاموں کو سرانجام دینے کی توفیق نہیں ملتی

یہ وہ ہے کہ میں ہمیشہ سے زور دیتا ہوں کہ چندہ دہندگان کی تعداد میں اضافہ کریں۔ شہرہ میں وہ بے شرح مہی خواہ اپنی توفیق کے تقابل پر مردان حتمہ بھی ادا کر رہے ہوں لیکن جماعت میں ہر نئے شامل ہونے والے کو باہر نئے کانٹے والے کو جماعت کے چندوں کے نظام میں شامل کرنا چاہیے اور اسی اصول کے تابع تحریک جدیدہ کے چندہ دہندگان کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہیے اگرچہ خدا کے فضل سے ہر سال یہ اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے لیکن جماعت کی تعداد کے مقابل پر ابھی بہت کمی ہے اور یہ کمی زیادہ تر باکستان کے بعض پڑانے اضلاع میں ہے جہاں جماعتیں جاری تعداد میں موجود ہیں لیکن تربیت کی کمی رہ گئی ہے اور یہ کمی افریقہ کے ممالک میں ہے اور انڈونیشیا میں بھی کافی کمی ہے یا جو دیکھ وہ گزشتہ چند سال سے نسبتاً تیز قدموں سے آگے بڑھ رہے ہیں۔

جہاں تک افریقہ کے حالات کا تعلق ہے۔ ان کی کچھ ایسی مجبوریاں ہیں جسکے پیش نظر ہم ان کو کچھ دیر کے لئے یہ سہرت دینا چاہتے ہیں کہ آپ رفتہ رفتہ کچھ تھوڑا تھوڑا قدم آگے بڑھائیں اور ہمیں آپ سے تیز آگے بڑھنے

کی توقع نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ افریقہ بالعموم اس وقت شدید اقتصادی بحران کا شکار ہے اور جہاں جماعتیں بہت کثرت سے ہیں وہاں اس بحران کے نتیجہ میں صرف یہ تکلیف دہ بات ہی سامنے نہیں آ رہی کہ احمدی انفرادی طور پر غریب ہیں بلکہ انتظامیہ کو افراد سے تعلق قائم کرنے کی راہ میں بے حد قہمیں ہیں یعنی یہاں تو آپ نے چندے کی تحریک کی اور اسی دن ٹیلی فون کے ذریعے ساری جماعت کو مطلع کر دیا۔ وہاں ٹیلی فون کا تو خیر سوال ہی نہیں تھا بلکہ کچھ اطلاع دینے میں بھی بعض دفعہ مہینوں لگ جاتے ہیں اور سفر اختیار کرنا بہت ہی وقت طلب ہے۔ سرکین خراب سواریاں ناقابل اعتماد بعض دفعہ پٹرول نہ ہونے کی وجہ سے مسافر ایسے مہینوں نہیں جلتیں سامان سے لینے پر ٹرک کھڑے رہ جاتے ہیں۔ دشوار گزار راستے جو دن بدن خراب ہوتے چلے جا رہے ہیں بہت ہی بد حالی کی کیفیت ہے اس لئے باوجود اس کے کہ ملک کی انتظامیہ مخلص بھی ہے وہ چاہتی بھی ہے کہ ہر آواز پر لبیک کہے لیکن رابطے کی مجبوریاں ایسی ہیں کہ وہ پوری طرح آواز ہی نہیں پہنچا سکتیں اور اگر اس کے جواب میں لبیک ہی آواز آئے بھی تو وہ بھی دو تین مہینے کے بعد سنائی دے گی اور ایسے حالات میں انسان طبعاً غفلت کا شکار ہو جاتا ہے اور خصوصاً اگر ملک غریب ہو تو اس غریب ملک میں رابطے کی کمزوری اور کمی زیادہ بد نتائج ظاہر کرتی ہے۔

تو افریقہ میں بسنے والے احمدیوں کی بھاری تعداد ایسی ہے جو تحریک جدیدہ کے اس نظام میں شامل نہیں ہو سکی اور اگر ان کو کہا بھی جائے تو نرمی سے کہنا پڑتا ہے کیونکہ ان میں بعض تو ایسے ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں جو عام چندہ بھی نہیں دے سکتے گجاریہ کہ ان سے طوعی چندے وصول کیے جائیں تو ہم پوری کوشش تو کر رہے ہیں کہ ان کی اقتصادی بہتری کے لئے بھی کوئی پروگرام جاری کریں اور یہاں انگلستان میں

چوہدری انور احمد صاحب کا ہلوں کی صدارت

ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے جو افریقہ کو اقتصادی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے تجاویز پر غور کرتی ہے اور میں نے ان سے کہا ہے کہ ان تجاویز پر عملدرآمد کرنا بھی آپ ہی کی ذمہ داری ہے اس میں کچھ تجربہ کار ممبران اور تاجر لوگ وغیرہ شامل ہیں اور یہ وسیع مشوروں کے بعد بعض اقدامات تجویز کرتے ہیں لیکن یہ چیزیں ایسی ہیں جو بہت لمبا وقت چاہتی ہیں۔ مثلاً بہت سے ایسے سوالات تیار کر کے افریقہ میں بھیجئے ہیں جن کا جواب آنے ہی میں مہینوں تک جلتا ہے اور یہی کمزوری ہے جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں یہ بعض ایسے سوالات بھی ان کے سوالات کے جوابات وقت پر نہیں دیتیں اور یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جو کچھ میں ہماری رفتار پر تیار اثر پڑتا ہے۔

تو نتیجتاً یہ فیصلہ بھی کرتا ہوں کہ جب مرکز سے چھٹیائی جائیں تو اس سے قطع نظر کہ وہ میرے دستخط سے گئی ہیں یا وہ میرے علاوہ کسی اور شخص کے دستخطوں سے گئی ہیں ان کا فوری جواب دینا چاہئے کیونکہ فوری جواب دینے میں لاجرم یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے پیغام کا جواب دے رہے ہیں وہ پیغام دینے والا

خواہ مسیحی کپڑوں میں ملیو کس ڈاگ

ہر بار جب بڑے خط پہنچانے والا لکھ کر ہو اس کو تو آپ نہیں دیکھا کرتے آپ یہ دیکھتے ہیں کہ خط اصل میں کس کی طرف سے آیا ہے پیغام اصل میں کس کا ہے۔

دینی جماعتوں میں سب پیغام خدا کی طرف سے آتے ہیں جو پیغام پہنچانے والا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوا کرتی۔ نہ میری کوئی حیثیت ہے نہ دوسرے کارکنان کی کوئی حیثیت ہے۔ پیغام میں برکت بھی آتی ہے وقت پڑے گی جب آپ سامنے نظر آنے والے شخص کی جگہ سے اس کے پیچھے کھڑا ہونے والی طاقت پر نظر رکھیں گے اور پیغام کو اس احترام کے ساتھ دیکھا کریں گے کہ یہ دراصل اللہ کے لئے ہے اور اللہ ہی کی طرف سے ہے اور نیک کاموں پر مشتمل اس پیغام کی بنیاد قرآن کریم کا نام الہی

چندہ دہندگان کی تعداد بڑھانے کی طرف مزید توجہ کریں

اس پہلو سے یہ خبر خوشی کی ہے کہ ختم ہونے والے سال میں تحریک جدید کے چندہ دہندگان کی تعداد ایک لاکھ سے بڑھ چکی ہے اس وقت میں معین طور پر نہیں کہہ سکتا کہ یہ تعداد کتنی بڑھی ہے کیونکہ ایک لاکھ پانچ ہزار کی تعداد میرے سامنے ہے اس میں بہت سے حاملہ کی تعداد شامل نہیں ہے آج صحیح تaks عین بھی اطلاعات ملیں یہ تعداد ان سب کا مجموعہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے اس وقت تک اس تعداد میں چندہ (زیر ۱۵) برسوں (۲۰) اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

تو اس کی مزید تعداد بڑھانے کی ضرورت ہے اور گنجائش بہت ہے اور گنجائش کا تو یہ حال ہے کہ بعض ضلعوں کے ضلع بنیوں میں ذاتی طور پر جانا ہوں، وہاں بار بار جاننے اور گاؤں گاؤں جاسے تا موقع طاسے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض جگہ گاؤں کے گاؤں احمدی ہیں اور ایک ایک گاؤں میں ہزار ہا احمدی ہیں لیکن ان سارے اضلاع سے چندہ دہندگان کی تعداد چند ہزار تک آتے ٹھہر جاتی ہے۔ تو ابھی ہے انتہا گنجائش موجود ہے اس لئے جاغیتیں اگر اس پہلو سے پھر کوشش کریں تو میں اُسب رکھتا ہوں کہ خدا کے فضل سے ہماری تعداد اس سال کافی بڑھ سکتی ہے۔

جہاں تک سال رواں کا سال گزشتہ سے موازنہ کا تعلق ہے۔ ہواوی گزشتہ سال کی ساری وصولی ۹۰۰۰۰ اور ۲۸۰۰۰ یاؤنڈ بنتی ہے جو

۸۰۸۱۹ اور ۳۹۹۹۱ روپے ہے لیکن وعدہ ۵۹۰۰۰ روپے یاؤنڈ تھا جس کا مطلب ہے کہ اگر وصولی پوری ہوتی تو ۲۵۶۱۱ روپے بڑھے ہوتی تھی چونکہ ابھی بہت سی جاغیتوں کی رپورٹیں آئی باقی ہیں اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ ۲۲۸۱۱۹ کے مقابل پر عملاً وصولی زیادہ ہوتی ہوگی اور یہ مجموعہ نہیں ہے کہ یہاں اگر وصولی ٹھہر گئی لیکن جن جاغیتوں کی رپورٹیں آئی ہیں میں نے ان پر تفصیل سے نظر ڈالی ہے ان میں بھی ابھی کئی باقی ہیں اور بعض جاغیتیں جن سے توقع تھی کہ وہ بہر حال اپنا وعدہ پورا کریں گی مثلاً انگلستان کی جماعت امریکہ کی جماعت ان جاغیتوں میں بھی ابھی کئی ہیں تو ان کیلئے آج پیغام یہ ہے کہ اپنی گزشتہ کمی کو بھی پورا کرنے کی کوشش کریں معلوم ہوتا ہے کہ

تحریک جدید کا نظام چلانے والوں سے کوئی کوتاہی ہوتی ہے یا کوئی اور ایسی وجہ پیدا ہوتی ہے کہ جماعت بے حیثیت جماعت اس طرف توجہ نہیں دے سکتی یا دیکھیں کہ جو وعدے کئے جاتے ہیں ان کو پورا کرنا ایک انتہائی عمدہ آری

اور جہاں تک مومن کا تعلق ہے یہ عام انتہائی عمدہ آری سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے اور جہاں تک خدائے کئے جانے والے وعدوں کا تعلق ہے اس میں اور بھی زیادہ تقاضا پیدا ہوتا ہے اس لئے سوج کے وعدے کیا کریں ایک اندازہ لگا کر وعدے کیا کریں اور پھر

دعا کے ذریعے خدا تعالیٰ سے توفیق مانگتے رہیں

کہ آپ نے جو وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کم سے کم اسے پورا کرنے کا توفیق عطا فرمائے اور اگر آپ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس وعدے کو بڑھا کر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے تو یہ بھی اپنی تعجب کی بات نہیں کہ دعا آپ کے حق میں قبول ہو اپنے ارادے بلند رکھیں تاکہ کم سے کم جو وعدے پورے کرنے کا عیار ہے اس سے نیچے نہ گریں۔

میں یہی رکھتا ہوں کہ اگر توجہ دلائی جائے تو آسانی کے ساتھ یہ وعدے بھی پورے ہو سکتے ہیں جن بڑی بڑی جاغیتوں نے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے بڑا مال حقہ لیا ہے، شال کے طور پر میں ان کے نام آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

بیرون پاکستان جاغیتوں میں جرمنی صنف اول میں پہلی ہے جرمنی نے ۲۵۰/۷۰۰۰۰ مارکس کا ۱۹۸۶/۸۸ میں وعدہ کیا تھا۔ یہ رقم پانچ لاکھ روپے (۱۱۱۹۱) بچ بنتی ہے جو اطلاعات مطابق ان کے مطابق پانچ لاکھ روپے یاؤنڈ وصول ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ چونکہ اس سال تک ایک پوری اطلاع نہیں آیا کرتی اس لئے بعید نہیں کہ جرمنی کی وصولی کی رقم اس سے زیادہ

میں ہے۔ جب آپ اس پر اس پہلو سے نظر ڈالیں گے تو آپ کے اندر غیر معمولی مستعدی پیدا ہو جائے گی کیونکہ دنیا میں تو اس کا بہت فرق پڑتا ہے۔ ہمارے دفتر کے بعض افسران کارکنان اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے اپنی چھٹیاں لیں کوئی جواب نہیں آیا جب میں اپنے دستخط سے چھٹی بھیجتا ہوں تو فوراً جواب آتا اس کا مطلب یہ ہے کہ اثر پڑتا ہے لیکن ان کی نظر مجھ تک آکر ٹھہر گئی ہے حالانکہ اتنی سی بات تو غالباً کو بھی سمجھ آگئی تھی کہ

ہم سے ہر روز اور ایک سے انسا مسجد قبلے کو اہل نظر قبلہ نما کیجئے ہیں

کہ ہمارا مقصد و مقصد تصورات کی حدود سے بھی بہت پر ہے جو اہل بصیرت لوگ ہیں جو معاملات کا عرفان رکھنے والے ہیں وہ قبلہ کو قبلہ نما کہا کرتے ہیں اور جو کم نظر لوگ ہیں وہ قبلہ نما کو قبلہ سمجھتے ہیں۔ قبلہ نما کا فیڈ یا کسی اور طریقے مارے کی بنیاد پر ندرہ نما چیز ہوتی ہے جو ہر کارخ تیار کرتی ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ شوریج سے تعلق کو قائم کر کے اس کا رخ قبلہ کی طرف معین کر دیا جائے تو وہ چیز درحقیقت قبلہ بنا لگاتی ہے وہی چیز جو لوگ پہلا کارخ مانتے تھے دیکھتے ہیں اگر اس کو باقاعدہ انداز لگا کر قبلہ کی طرف رخ کر کے ٹیس (۳۱۵) کر دیا جائے تو وہ اس وقت صحیح معنوں میں قبلہ بنا بنتا ہے۔

تو غالباً کے نزدیک قبلہ نما وہ نہیں ہے قبلہ نما تو قبلہ ہے کیونکہ قبلہ ہمیں خدا دکھائی دیتا ہے اور قبلہ نما اپنی ذات میں مفہوم نہیں ہے پس

دنیا میں خدمت دین کرنے والے قبلہ نہیں ہیں۔ وہ قبلہ نما ہیں

جب آپ اس پہلو پر نظر رکھتے ہیں تو قبلہ نما ایک ہی جیسا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے اگر اس کا انحصار قرآن مجید پر اور آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک پر ہے تو بات اس طرح مانی جائے گی جس طرح سنی اور شخص اس بات کو کہے۔ دراصل یہی وہ عرفان کا نکتہ ہے جو قرآن کریم میں ان الفاظ میں سمجھانا ہے کہ

لَا تَفِرُّوْا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِمَنْ شَرِكْتُمْ وَاَنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ (سورۃ البقرہ ۲۸۲-۲۸۱) زیادہ پہلو سے تو رسولوں میں سے شہداء فرق ہے۔ ان کے سب سے آخری مقام پر حضرت اقدس میر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین فاشرفہم اور دروسری طرف خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں کے دل کی آواز یہ ہے کہ لا اُفِیْقُ بَیْنِ اَیْمَانِیْہِمْ رُسُلِہِمْ کہ ہم خدا کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے۔ اس میں جو مضمون بیان فرمایا گیا ہے وہ قبلہ نما ہی کا مضمون ہے۔ یہ مطلع کیا گیا ہے کہ پیغمبر ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ہو، افضل ہو یا کمتر ہو جب وہ خدا کے نام پر آواز بلند کرتا ہے تو عموماً کے دل سے ان کے سوا کوئی آواز نہیں اٹھتی کہ

لَا تَفِرُّوْا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ رُسُلِہِمْ

کیونکہ خدا کے رسول کا پیغام ہے خواہ رسول کیسی ہی حیثیت کا ہے۔ ہم اس آواز میں قطعاً کوئی فرق نہیں کریں گے ہر آواز پر ایک ہی ہیں گے۔ تو مجھے آپ کو ضمناً یہ بھی سمجھانے کی ضرورت پیش آئی کیونکہ میں نے محسوس کیا ہے کہ رفتہ رفتہ یہ رجحان پھر بڑھ رہا ہے۔ میں اس کو دیکھتا ہوں یہ پھر دوبارہ شروع ہو جاتا ہے کہ غلیفہ وقت کی طرف سے آواز اٹھنے لگے، بعد جو حد کی طرف سے یعنی کلام الہی پر معنی ہوا کرتی ہے اور فرمانی محمد مصطفیٰ پر معنی ہوا کرتی ہے اور ان کے دائرہ اختیار کے اندر رہتی ہے اس آواز کو سارے آگے نہیں لے دالے اس طرح سلوک کے متعلق اپنی جس طرح وہ شخص جس نے آپ کے لئے اس آواز کا آغاز کیا ہے اور اس میں آپ کو کوئی تفریق نہیں کرنی چاہیے۔

آج کے نئے نئے سوال کے لئے میرا دوسرا پیغام یہ ہے کہ

برادر اصل سے آگے بڑھ چکے ہوں مین فی الحال میں تا وقت وصول ہونے
 والی اطلاعوں کے مطابق آپ کو صورت حال سے مطلع کر رہا ہوں۔
 جرنی کے بعد دوسرے نمبر پر خدا تعالیٰ کے فضل سے انگلستان پہنچوں
 نے جو مئی کے ۱۹۹۱ء حج کے دورے کے مقابل میں 740000
 پاؤنڈز کا مددہ کیا تھا مگر وصولی میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں کیونکہ وصولی
 صرف 515220 پاؤنڈز کی ہے۔

اس کی تیسرے نمبر پر ہے ان کا مددہ 593855 پاؤنڈز کا
 مددہ تھا اور وصولی 777000 ہے گویا مددوں کے لحاظ سے بھی اور وصولی
 کے لحاظ سے بھی امریکہ تیسرے نمبر پر ہے۔

کینیڈا و مددوں کے لحاظ سے چوتھے نمبر پر ہے یعنی ۳۵۱۱۳۳
 کا مددہ تھا لیکن خدا کے فضل سے وہ لائق عند فیض ہو چکی ہے اور یہ
 اعتبار مغربی دنیا میں کینیڈا کو بھی حاصل ہے اور اس کے علاوہ نسبتاً
 نہیں چھوٹے مددے کرنے والوں کو بھی حاصل ہے۔
 تو مغربی دنیا کی چار بڑی جماعتیں ہیں جنہوں نے اللہ کے فضل سے
 تحریک جدید کا زیادہ تر بوجھ اٹھایا ہوا ہے اور بڑی ہمت سے قدم آگے
 بڑھانے کی کوشش کر رہی ہیں کینیڈا و مددوں کے لحاظ سے چوتھے نمبر پر
 ہونے کے باوجود وصولی میں نمبر ایک ہے۔ لیکن نسبتاً چھوٹے مالکوں
 میں نمایاں طور پر آگے قدم بڑھانے والوں میں فرانک اور ناروے ہیں
 انہوں نے اپنی توفیق کے مطابق مددے بھی بڑھائے اور وصولی سو فیصد
 سے زیادہ کی ہے۔ یہاں وصولی بڑھانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سارا
 سال باہر سے آکر لوگ جماعت میں شامل ہوتے رہتے ہیں اور نئے مددوں
 میں اضافہ ہوتا رہتا رہتا ہے کہ جماعت سے بڑی مستعدی سے
 اس بات پر نظر رکھی ہے کہ جہاں جماعت میں کوئی اضافہ ہوا ہے وہاں
 انہوں نے نئے نئے آئے والوں کے ساتھ رابطہ کر کے انہیں جماعت کے
 چندوں کے نظام میں بھی شامل کیا ہے۔ بہر حال یہ ان دونوں جماعتوں
 کا اعزاز ہے۔

ساؤتھ افریقہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اعزاز ہے کہ وہاں
 بھی مددوں سے زیادہ وصولی ہوئی۔

ایران کو بھی یہ اعزاز ہے لیکن وہ ایک پہلو سے ان سب پر فوقیت
 لے جاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ وہاں پچھلے چند سالوں سے حالات بہت
 ہی زیادہ خونخوار تھے اور گزشتہ سال تو جب شہرول پر بمباری ہوئی
 شروع ہوئی، اس قدر افراتفری کا عالم تھا کہ بہت سے ایرانی بھی وہ شہر
 چھوڑ گئے اور دیہاتوں میں منتقل ہو گئے اور بہت سے باہر سے آکر لینے
 والے احمدی ایرانی بھی چھوڑ کر واپس چلے گئے اس وجہ سے ان کے سیکرٹری
 مال صاحب کو بہت تشویش تھی کہ یہ نہ ہو کہ وہ مددہ بھی پورا نہ کر سکیں
 لیکن خدا کے فضل سے وہ ہمت والے ہیں۔ رکھا بھی کرتے رہتے رہا
 کی یاد دہانی بھی کرتے رہے اور محنت بھی بہت کی پورا پورا توجہ دینا
 ۱۰۰۰ ریال کے مقابل میں اس وقت تک کی اطلاع کے مطابق
 ۱۵۷۶۹۰ ریال وصول کر چکے ہیں جو اس چھوٹی سی جماعت کے لحاظ سے
 خدا کے فضل سے بہت ہی قابل قدر قربانی ہے۔

کھانی کھانا بہت سے ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی روشنی
 میں نسبت کے لحاظ سے خاص طور پر جو کام ہوا ہے پاکستان میں ۲۲۴
 کھاتے نکال کئے گئے ہیں اور بیرونی دنیا میں صرف کینیڈا کو یہ اعزاز
 ہے کہ انہوں نے کھاتے نکال کرنے کی طرف توجہ کی اور ۲۵ کھاتے
 نکال کئے۔ اس ضمن میں ایک تریہ طریق ہے کہ جو اہل شاخ آپ کو مرکز
 سے ملتی ہے کہ ان ان ناموں کو تلاش کریں اس پر غور کریں

نسبتاً کم عمر لوگوں پر مشتمل ایک کمیٹی

بنائی جائے جو کچھ نہ کچھ پیمانے لوگوں کو جانتے ہوں اور مختلف مالک کے
 تعلق رکھنے والے ہوں۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ اگر جماعتیں ایک سرکل
 جاری کریں اور نظام خاندانوں کو مطلع کر دیا جائے کہ آپ کے خاندانوں

میں کچھ ایسے بزرگ ضرور ہوں گے جن کے متعلق سوچا بھی نہیں جا سکا
 کہ وہ تحریک جدید کے نمبر نہیں تھے تو اگر آپ کو ان کے بارے میں
 پتہ کرنے کی خواہش ہے تو ان بزرگوں کے نام پتے، وہ کہاں کہاں
 رہتے ہیں وغیرہ معلومات مہیا کر سکتا لیکن وہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ کچھ
 دیر گزرا رہے ہیں کینیڈا چلے گئے پھر کسی اور ملک روانہ ہو گئے انگلستان
 آئے یا پاکستان چلے گئے۔ مختلف مالک میں پھرنے والے لوگ
 ہوتے ہیں اور ان کے پتہ جانتے (ADDRESS) جو آخر کا کتاب میں
 موجود ہیں ہمیں پتہ نہیں کہ وہ کس وقت کے ہیں بعض ایسے نئے ہیں
 جو آغاز میں قادیان میں جذبہ دینے والے تھے اور ان کا قادیان ہی
 کا پتہ رہا ہے حالانکہ وہ اس عمر سے میں اہل مکان کر رہے ہوتے تھے
 تبدیل کر چکے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو کینیڈا ہی لے گئے ہیں کسی
 کسی وقت تک کرا دیا ہو گیا تو وہ بعد کا پتہ درج ہو گیا

تو اگر اس پہلو سے ان سے یہ درخواست کی جائے یا بار بار ہم وہاں
 کیا جائے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے خاندان کے بزرگوں کے نام
 اس دفتر آڈل کی نسبت سے ہمیشہ کے لئے زندہ رہیں تو آپ ہمیں بتائیں
 کہ وہ بزرگ کہاں کہاں رہے کیا کرتے تھے؟ کس کس جگہ تھے پھر کام
 آسان ہو جائے گا۔ جہاں جہاں وہ گئے ہیں وہاں کی فہرست میں ان سے
 نام تلاش کریں، ان شاء اللہ وہ آپ کو کہیں نہ کہیں نظر آجائیں گے اگر آپ
 پوری کوشش کریں تو

ایک سال کے اندر اندر بہت بڑا کام ہو سکتا ہے

ایک تحریک خصوصی معاونین کی چلائی گئی تھی اس تحریک کے نتیجے
 میں پاکستان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کے کئی مددوں
 میں بہت اضافہ ہوا ہے اور ۳۹۳۳ احباب اس تحریک میں شامل
 ہو گئے ہیں۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ وہ ٹارگٹ TARGET مقرر
 کر دیتے ہیں کہ اگر آپ ایک ہزار روپیہ دینا چاہتے ہیں تو آپ معاونین
 خصوصی کی پہلی فہرست میں داخل ہو جائیں گے اس کا انجام تو خدا تعالیٰ
 جو دینا ہے سزا ایک ٹارگٹ مقرر کرنے سے انسان کے اندر تحریک پیدا
 ہو جاتی ہے کہ چند قدم اور بڑھا کر کیوں نہ میں ایک ہزار روپیہ وصول
 شامل ہو جاؤں جو پندرہ سو روپے پر پھر کے ہونے پر ان کو بتایا جاتا
 ہے کہ

اگلا قدم دو ہزار روپے کا ہے

اس فہرست میں آجائیں تو اس طرح انہوں نے رفتہ رفتہ کچھ قدموں میں
 فہرستیں بنا رکھی ہیں کہ اتنے قدموں پر آکر آپ نالاں منزلت پر پہنچ جائیں
 گے۔ اگر اس طرح کا نظام باہر کے ملکوں میں بھی فائدہ مند ہو سکتا ہے
 تو اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔

پاکستان سے باہر جہاں تک چندہ دہندگان کا تعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان اور سر نمبر پر ہے

حالانکہ ہندوستان کے لحاظ سے ہندوستان دوسرے مالک سے بہت پیچھے
 گیا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جو ایرانی قربانی کی جاگ تھی، قربانی تھے
 مزے کی عادت تھی وہ اللہ کے فضل سے اب بھی تک اسی طرح چل رہی
 ہے پھر اس کے بعد انڈیشیا کا نمبر ہے۔ افریقی مالک کے متعلق تو آپ
 کو بتا چکا ہوں کہ ان کا اس وقت جو حال ہے اس پر ان کو تحریک
 کرنے کے لئے بھی پوری طرح شرح صدر میں ہونا کہ اس پر زیادہ
 محنت کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب وہ اپنے باڈل پر کھڑے
 ہوں گے تو قربانی میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے کیونکہ میں نے مل
 جو ہنر سے لے کر کوئی افریقہ جماعت ایسی نہیں جو انھیں میں
 کسی دوسرے جماعت سے پیچھے ہو۔ قربانی کا بڑا جذبہ رکھتے ہیں لیکن
 اس وقت مجھو ریال درپیش ہیں۔

مجموعہ سمجھوتہ کے پانچ شیر سمیت تمام مسائل کے اعلیٰ حل کے جائیں گے۔ بے نظیر سمجھوتہ کا اعلان

بہر حال انڈین نیشنل پارٹی کے بعد جرمنی سے پھر برطانیہ پھر امریکہ پھر کینیڈا اور اطالیہ کی توجہ سے ادا کی گئی ہے۔ جو پھر امریکہ سے ملے۔ اس وقت اسے بڑھانے کا وقت نہیں ہے۔ لہذا وہ کئی کئی بار سے کہتا ہے کہ جو نیشنل پارٹی پیش پیش ہے ان میں بھی ابھی بہت کچھ کھینچنا ہو رہا ہے یعنی بغیر جگہ تیسرا یا چوتھا حصہ شامل ہے بعض جگہ صرف ایک فیصد شامل ہے اور بعض جگہ ان سے کم تو کھینچنا ہی بہت ہے اللہ تعالیٰ کرے یہی اس کی توفیق ہے۔

کسی چندے کا بھی آپ عادی بنا دیں

پھر شخص کہ خدا کے فضل سے وہ شخص کس طرح تیزی سے مال تیار کر لیں اور دولت کی قربانی میں بھی پہلے کی نسبت زیادہ ترقی کر سکتا ہے۔ آخری بات تحریک ترقی کے سال سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ

اسیران راہ مولیٰ کے لئے دعا کی درخواست

کرتی ہے۔ یہ سمجھیں نے خصوصیت سے اسیران راہ مولیٰ کی یادوں میں خود کو کہ ان کے لئے دعا کرنے کے دن کے طور پر تجویز کیا تھا ویسے تو کوئی دن ایسا نہیں گذرنا چاہیے کہ ایسے مظلوم بھائیوں کے لئے دل سے بار بار کشتی سے توجہ نہ لگتی ہو لیکن جب ایک دن منایا جائے تو پھر ساری دنیا کی اجتماعی جہاں اس دن خاصیت کے ساتھ ایک مقصود کے آریہ کر کے ہو جاتی ہیں اور پھر اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی غیر معمولی طور سے دکھائی ہے۔ کل روزے کا دن تھا اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ جماعت پاکستان کے مرد و زن اور بچوں نے بھی کثرت سے اسے ساتھ روزے رکھے اور آج دعا کا دن ہے اور اس کے ساتھ کوششوں کا دن بھی ہے جمعہ تک نہیں بلکہ ہفتہ آوار کو بھی جاری رہے گی اس عرصے میں میں جس طرح ہدایات دے چکا ہوں ان کی روشنی میں آپ اپنے کام کو منظم کریں اور ساری دنیا میں ان کی مظلومیت کا احساس بیدار کرنے کے لئے سحر برپائیں اور پہلے جو جو کام کے تھک گئے یا سو گئے دوبارہ انہیں نو ان کو آٹھائیں اور نئے جذبے اور جوش کے ساتھ ان سارے کاموں کو جاری کر لیں اور دوبارہ ان پر عمل شروع کریں جن پر آپ شروع سے اب تک مختلف وقتوں میں کرتے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ قربانی کی جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں ہم وہ ادا کرنے والے ہوں اور اس پہلو سے خدا کی نظر میں بے حس اور مجرم نہ سمجھے کیونکہ جو آسانی کے دن بسر کرنے والے لوگ ہیں اگر وہ مشکل میں اپنے لئے والے ساتھیوں کی فکر نہیں کرتے تو یہ سمجھا ہوا ہے کہ وہ خدا کے حضور مجرم ٹھہرتے ہیں۔ اس لئے

بہت ہی گہری ذمہ داری ہے

اسے ہیں بڑے غریب اور بڑی محبت کے ساتھ ادا کرنا چاہیے اور خدا سے توفیق مانگتے ہوئے ادا کرنا چاہئے اور آج کے بعد خاص طور پر ان دعاؤں پر زور دینا کہ اگلی صدی کا دن نہ چڑھے کہ یہ لوگ ابھی قید کی حالت میں ہیں اور اس سے پہلے یہ لوگ آزاد ہوں اور ہمارے ساتھ نئی صدی کے جشن میں ہر طرح سے شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی دعاؤں اور قربانیوں کے ذریعے خدا کی رحمت کو اس طرح عطا لیں کہ وہ ہر طرف پھیلے اور مظلوم پر برسے لگے اور ہم اگلی صدی میں واقعہ ایک جشن کے ٹوکے کے ساتھ داخل ہوں یہ نہ ہو کہ دل کے کچھ حصے ڈکھ رہے ہوں اور ہم خوشیاں منا رہے ہوں آئیں۔

سیاسی و دیگر قیدیوں کو عام معافی دینے کی سفارش۔ اگتات دیوالیہ بین کے دھانچے ۱۹۷۲ء کا آئین بحال ہونا

”اسلام آباد ۳ دسمبر ۱۹۸۱ء۔ آئی اے کے آئی اے کے وزیر اعظم بیگم بے نظیر سمجھوتہ نے سب سے پہلے نا جنگ سمجھوتہ کا نام لیا اور کہا کہ اس دور میں دونوں ممالک کے درمیان بقایا مسائل کو حل کرنے کے لئے جن میں کشمیر کا مسئلہ بھی شامل ہے۔ سمجھوتہ کو زیادہ اہمیت دینی ہے جب خاص طور پر یہ سوال پوچھا گیا کہ آیا وہ کشمیر کا سوال اتھاری سمجھوتہ میں شامل ہے؟ بے نظیر سمجھوتہ نے کہا ”ہم سمجھوتہ کو ملتے ہیں“ وزیر اعظم کا عہدہ سمجھوتہ کے بعد اپنی پہلی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اس بات کا اشارہ دیا کہ افغانستان کے بارے میں کشمیر کا مسئلہ بھی شامل ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہ صاحبزادہ یعقوب خان کو اپنا وزیر خارجہ بنانے کو رضامند ہیں۔

بیگم بے نظیر سمجھوتہ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ان کے والد مرحوم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۷۰ء کے دھانچے میں سمجھوتہ کے ساتھ نا جنگ سمجھوتہ کرنے کی سخت مخالفت کی تھی۔ آپ نے کہا کہ ہم نا جنگ سمجھوتہ کے لئے اپنا بڑا حصہ سمجھوتہ کو دیتے ہیں جو کہ دو چھوڑی سرکاروں کے درمیان ۱۹۷۲ء میں ہوا تھا۔ بیگم بے نظیر سمجھوتہ نے اس بات پر زور دیا کہ سمجھوتہ کی وجہ سے ہی ترقی پسندوں میں اتنے بڑے عرصے تک امن رہا ہے جسے عرصہ تک پہلے کبھی نہیں رہا ہے۔ وزیر اعظم پاکستان بنگلہ دیش نے کہا کہ ۱۹۷۲ء میں مرحوم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے سوچا کہ سمجھوتہ کے درمیان کشمیر سمجھوتہ پر دستخط کئے جائے تو بعد آج تک نہ جنگ ہونا اس سمجھوتہ کی سب سے بڑی وجہ ہے نا جنگ سمجھوتہ کی پیشکش ۱۹۸۱ء میں جنرل ضیا الحق نے سب سے پہلے کی تھی اور ان دنوں کی صلح پر کئی بار اعلیٰ سطحی میٹنگیں ہونے کے باوجود اس معاملہ کا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا وزیر اعظم بھٹو نے کہا کہ ۱۹ دسمبر سے یہاں شروع ہونے والے سارے شکر سمیلین کے دوران سمجھوتہ کے دوران منتریں شری راہو کا مذہبی سے ملاقات کی منتظر ہوں آپ نے امید ظاہر کی کہ ان کی پہلی ملاقات سے دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی ختم ہونے میں مدد ملے گی۔

سیاسی قیدیوں کو عام معافی دینے کا اعلان کیا آپ نے کہا کہ اس نے ایک سنگ صدر غلام اسحاق خان کو مشورہ دیا ہے کہ مختلف زمروں کے سیاسی قیدیوں کی سزا معاف یا کم کر دی جائے۔ عام معافی کے حکم کے تحت وہ تمام سزائیں عر قیدیوں پر ہونے لگیں گی۔ تمام عورت قیدیوں کو اس معاملے ان کے جرم کے جرم میں سزا یا سب سے کم کر دیا جائے گا اور خیار کی فوجی ملازمتوں کی طرف سے دھمکی سزائیں رد کر دی گئی ہیں۔

لاہور کے ڈیکل اینڈ ہنسن کو سمجھوتہ کے تحت میں وزیر قانون تقریر کیا ہے انہوں نے کہا کہ تقریباً ایک ہزار نوکریوں کو رد کر دیا جائے گا کئی ہزار قیدیوں کی سزا کی عداد کم کر دی جائے گی۔ مارشل لا کے تحت جو سزائیں ملازموں کی غیر طرزی میں سنائی گئی ہیں رد کر دی گئیں اگرچہ ملازموں کے خلاف اگر کوئی سزا ہوگا تو اس میں ان کے خلاف مقدمہ چلے گا اس فیصلہ کے اظہار پر وزیر اعظم نے بے نظیر سمجھوتہ کے جاری مرقعی سمجھوتہ ۱۹۸۱ء میں ایک ہوائی جہاز کے اغوا گیس میں سزا سنائی گئی ہے۔

روزنامہ ہند سماچار جالندھر ۲ دسمبر ۱۹۸۱ء

اخباری کانگریس میں اضافہ کے باعث اخباریہ کے چندہ میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ یکم جنوری ۱۹۸۹ء سے اخبار کا سالانہ چندہ اندرون ملک ریویوں ملک و نفاذ میں شرح سے ہوگا۔ اندرون ملک ۶۰ روپے سالانہ۔ بیرون ملک بذریعہ ہوائی ڈاک ۵۰۰ روپے۔ بیرون ملک بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے۔ پاکستان کے لئے ۱۵۰ روپے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ نئی شرحوں کے مطابق چندہ بھجوائیں۔ اخباریہ قومی جریدہ ہے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس کی ترویج اور اعانت میں بھرپور حصہ ڈالے (میں بھرتی ہوا ہوں)۔

اخباریہ کے چندہ بڑھانا

حضرت سید محمد علی ہمدانی کی ایک منظم پیشگوئی

حضرت سید محمد علی ہمدانی کی ایک منظم پیشگوئی کے چند منتخب اشعار ہیں (ایڈیٹر)

پندرہ کا پندرہ

امدیت کے دائمی مرکز قادیان سے شائع ہونے والا بہشت روزہ پندرہ سالہ
تعالیٰ کے فضل سے سال کی تبلیغی، تربیتی اور تعلیمی ضروریات کو پورا کر رہا ہے
حضرت سید محمد علی ہمدانی کے لفظیات اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ
بت تازہ روح پرور اور بصیرت افروز خطبات جمعہ کی صحت مندی پر تازہ شائع
ہوتے ہیں۔ علماء کرام کے تحقیقی مضامین کے علاوہ مسند کے خط اور ان کی
تحریرات، احباب جماعت کے نئے درخواست ہائے دعا اور مقامی اجتماعات
کے ایجابات کی روپوشی بھی پندرہ میں شائع ہوتی ہیں۔ گویا مرکزی
ادارہ سے جماعت کے رابطہ کا بہت کچھ اخبار پندرہ سے گذشتہ ہوتی
جب خاک رنے بدر کی ادارت کا چارج لیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت
اترے ہیں دعا کی درخواست کرنے پر حضور انور کا یہ ارشاد معمولی ہوا کہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو بہشت روزہ بدر بہتر رنگ میں رنگنے کی توفیق
دے۔ انہیں کا معیار اور ارشاد طاعت پر پہلو سے پرکشش ہو۔
حق المقصد ہی ارشاد گرامی کی تعمیل کی جارہی ہے۔ جتنا کوشش
بدر کے دو پرچے کافی درجہ عاف طبع ہوئے ہیں۔ پھر کاغذ کی قیمتوں میں
بھی کافی اضافہ ہوا ہے۔ ان حالات میں نگران بود بدر کے صدر کے مطابق بدر
کے سالانہ جذبہ کی شرح میں کچھ اضافہ کرنا پڑا ہے۔ جس کی تفصیل محترم ممبر
صاحب، بدر کے اعلان میں اصحاب کرام ملاحظہ فرمائیں۔ جو اسے اشاعت
میں طبع ہو رہا ہے۔ یہ ارشاد پیکر جنوری ۱۹۸۹ء سے ہوا۔
اصحاب کرام سے اس کی تعمیل کے ساتھ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ
مخمس اپنے فضل سے حضور انور کے ارشاد کے مطابق اخبار کے معیار اور
اشاعت کو ہر پہلو سے پرکشش بنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔
(ایڈیٹر)

یہ نشان زلزلہ ہو چکا منگی کے دن
تم نہیں لوہے کے کیوں ڈرتے نہیں سوکتا
وہ تباہی آئیگی شہر و دیہات پر
ایک دم میں غمگین ہو جائیں گے
وہ جو تھے اُنچے محل اور وہ جو
ایک دم گروہی سے گھر گھر جائیں گے
اب تو زلزلے کے سگنے دن اب غلامے
اس گروہی شیطان بھی ہو گا سجدہ کرنے کو کھڑا
بے خدا کسی وقت گویا میں کوئی مان نہیں
تم سے ڈرتی ہے گروہی دیکھتا ہوں ہر گروہی
تیری طاقت سے جو منکر میں انہیں اب کچھ دکھا
میرے آسراں زخم دل سزا سے چھتے نہیں
(ایڈیٹر)

قیامت شہر زلزلہ سے آہنی ڈی پبلک مینیا گھنڈا تین دن بدر کے زلزلہ اور ایک شہر کی تباہی

کئی جگہ کی شہر زلزلہ شہر کی تباہی ہو گئی۔ اس دن منزلہ سے زیادہ آہنی عمارتوں
والی ایک محل کا کوئی زمین ہوس ایک شہر کی تباہی ہو گئی۔ صرف ایک چھا

ایک سے کول کے ملبہ سے بچنے کے لئے

اسکوہ روئید پائی آئی۔ یہ ایضا ہمارے روس کی ری پبلک اور چین میں کی گذشتہ ۵۰ برسوں کا زلزلہ
تربین بھونچالی آیا۔ جس میں ایک ازانہ کے مطابق کم از کم ۵۰ ہزار اشخاص ہلاک ہو گئے بہت
سے شہروں اور دیہات کو بھاری نقصان پہنچا۔ متاثرہ ہونے والے شہروں میں کچھ شہر تھے جن میں
گھنڈا، صرف ایک منزلہ مکان کو گھر سے رہ گئے۔ زیادہ بڑی عمارتیں تو بالکل بلب کے ڈھیر بن کر
گئیں۔ آرمینیا کی نیو یورک کے ترجمان نے بتایا کہ نصف ڈی پبلک گھنڈا بن گئی ہے۔ مسٹر
گور باچیف نے اسے ایک بہت بڑی ٹریجڈی قرار دیتے ہوئے اپنا باقی وقت در کر دیا۔ اور
واپس روس چلے گئے۔ آپ نے نیو یارک میں اچھی ایک دن اور شہر کو گویا اور پھر برطانیہ
جانا تھا۔ ان کا یہ سارا پردہ گرام مشرق کی دیوالی ہے۔ پردہ گرام مشرق کی دیوالی ہے۔
کے وزیر خارجہ مسٹر شیورناؤر سے ملنے نیو یارک میں گیا۔

بدر میں تباہی و زلزلہ ہاسکو کے مطابق زلزلہ کے مرکز سے ۵۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع شہر تین دن
اور پھر وہاں میں ہوئی۔ بھونچالی کی شدت ہاسکو کے مطابق ۷ سے ۸ کے درمیان میں ہوئی۔
ہے۔ جب کے آرمینیا کے بھونچالی کی شدت ناپنے والے کے ایک سائنس دان نے
بتایا کہ یہ زلزلہ رچہ رچہ نیو یارک اور پورٹو ریکو کا تھا۔ صرف پیما کی شہر بہت بڑے علاقے پر
ہیں۔ اور تمام سکوں کی عمارتیں پوری طرح گر گئی ہیں۔

لینٹاں جو کہ آرمینیا کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے۔ اور جس کی آبادی ۷۰ لاکھ سے زیادہ
ہے۔ کا سطر انتہائی المناک بتایا گیا ہے۔ وہاں ۵ منزلہ سے زیادہ تقریباً تمام عمارتیں زمین
ہوس چکی ہیں۔ جو لوگ زلزلہ کے پہلے وہاں تھے وہ سب ہلاک ہو گئے۔ کول کے
تھرتے ہیں۔ لفظات میں مزید بتایا گیا ہے کہ ضلع ہر مقام سبک میں بڑے زلزلے والے
کوئی زیادہ دور نہیں ہے۔ نصف کلومیٹر منزلہ عمارتیں گھنڈا کی عمارتوں پر صرف ایک سالم ہی ہے
شہر کی آبادی ۵۰۰۰۰ ہے۔ لیکن وہ ایسی ہی فسادات کی وجہ سے پڑوسی ری پبلک آذربائیجان سے شہر
تعمیرات کا سبب بننے کی وجہ سے اسکا آبادی پندرہ لاکھ سے بہت بڑی ہوئی تھی۔ شہر کی

جنرل فیاض الحسن کی دورانی کستان میں زیادہ نشہ اور ایشیا

از حضرت فیاض الحسن رضی اللہ عنہما ناظر مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد
دیسے تو عام طور پر یہ سمجھا جا رہا ہے کہ جنرل فیاض الحسن نے نظام مسلحہ قائم کر کے بہت
خدمت اسکا کی ہے لیکن یہ افشاںات کیے جا رہے ہیں کہ اس دور میں پاکستان نے زیادہ نشہ
استعمال کیا اور خود ان کا گورڈ لیا پچھ ماہ جنسن بھی He ۵۰۱۸ کا کاروبار کرتا تھا ہے
کے خبر تھی کہ لے کے چرائیج مہلے۔ جہاں میں آگ لگتی پھرے گی تار پوچی
ہزاروں کر انیکل ۳ نومبر ۱۹۸۵ء حیدرآباد مندرجہ ذیل صحافی کے تحت لکھا ہے بدر و بکر
"فیاض کے ساتھی نشہ اور ایشیا کے کاروبار کا کاروبار کرتے تھے۔" نیو یارک ہر نو
دہائی کی خبر ہے کہ ایک امریکہ کے رسالے نے تیغ یہ ظاہر کیا ہے کہ بعض چوٹی کے پاکستانی
اور فوج کے جو سابقہ صدر پاکستان فیاض الحسن کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے ۱۹۸۵ء
اور دوسرے نشہ اور ایشیا کے کاروبار کرتے تھے۔ اس رسالے میں "جنرل فیاض الحسن کے
قریبی ساتھیوں کی تفصیل دی گئی ہے جو (۱۹۸۵ء) کے کاروبار میں شریک تھے جن میں قائد
حسین بھی شامل ہیں۔ جو سابقہ صدر پاکستان کے گورڈ لے گئے تھے۔ اس رسالے میں یورپ
کی پولیس کا بیان دیا گیا ہے کہ ۸۴۰ لاکھ پاکستان دنیا کا بڑے اعلیٰ (باقی صفحہ ۱۶ پر)

طور پر فیاض الحسن سے منسلک تھے۔ پانچ لاکھ کے مطابق آرمینیا سوویت کے ہمسایہ
تباہ ہو گئے ہیں۔ ایک شہر کی آبادی ۶۰۰۰۰ ہے۔ جبکہ دوسرے کی
آبادی ۱۹۰۰۰ ہے۔ زلزلہ میں ہلاک ہونے والوں میں ایسے لوگ بھی شامل
ہیں جو نالیہ نسل فسادات سے متاثر ہو کر آذربائیجان کے علاقے سے ہجرت کر
کے آرمینیا میں آ گئے تھے۔
(روزنامہ ہندوستان، حیدرآباد، ۱۶ ستمبر ۱۹۸۵ء)

پہنچانہ نمازوں کی اہمیت و عظمت

اس محترم و دلانگیز مقالے کے مصنف صاحب ہیں۔ علامہ محمد امجد علی صاحب دہلوی صاحب مدظلہ العالی

کہتے ہیں المکتوب نصف المذقات یعنی جب انسان کسی اور سے پارٹنر دار کو خط لکھتا ہے تو گویا اس کے نصف طاقت کو لیتا ہے۔ نماز بھی خدا تعالیٰ کی طاقت کا ذریعہ ہے۔ اس لیے اس کے لیے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ انسان تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد خدا تعالیٰ کا نام لے اور نماز کے لیے کھڑا ہو جائے خواہ اس کی حالت بہتر یا خراب ہو۔ خون پانی کی طرح بہ رہا ہو پھر بھی اس کے لیے یہ فرض قرار دیا ہے کہ جب نماز کا وقت آجائے تو اس میں اس وقت نماز کی ادائیگی کرے البتہ نہایت خفینہ ناک حکم کی صورت میں وہ نمازیں جو جمع نہیں کی جاسکتیں ان کو بھی جمع کرنے کا حکم ہے۔ خود حضرت امام احمد علیہ السلام نے ایک موقع پر چار نمازوں کو جمع کی ہیں۔ بیماری اور شدید غنیمت کی حالت میں نماز کی کوتاہی کو بھی ٹھیک ٹھیک رکھی گئی ہے۔ اور قدر سے تسبیح پڑھنا جائز ہے۔ لیکن چھوڑنے کے مطلق اجازت نہیں آج کل مسلمانوں میں اس بارہ میں کوتاہی برتی جا رہی ہے جو سرسری اور خسران و تباہی ہے۔ بعض نمازوں کے عذر سے بعض ناپاک کلمے عذر سے تارک الصلوٰۃ بن جاتے ہیں کہتے ہیں کہ خود بدلا بہانہ بسیار ایجاب نہیں بخیر ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ صبح سے پیر تک کسی شخص کے کپڑے پھاڑتے ہیں، ڈوبتے ہوئے کھینچتے ہیں اور اس کے پاس اور کپڑے سے نہ ہوں جن کو بدل سکے اور نماز کا وقت آگیا تو وہ انہی پیشاب آلود کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ یہ تو وہ ہے جو کپڑے سے آلودہ کپڑے کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں۔

پڑھ لے اور یہ بڑا بڑا ہے کہ اس کے کپڑے پاک نہیں یا جسم پر کوئی کپڑا نہیں کیونکہ نماز کی اصل غرض یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد خدا تعالیٰ کا نام لیا جائے اور اس طرح اس کی یاد دل میں نماز کی جائے حضرت گرامی کے موسم میں تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد انسان ایک ایک دو دو گھونٹ پانی پیتا رہتا ہے تاکہ اس کا کھانا تازہ رہے اور اس کے جسم کو طرقت پرستی سے محفوظ رکھے۔

اسی طرح کھانا اور بے ایشانی کی گری میں انسانی روح کی نشوونما رہ کر رہنے اور اسے تروتازگی پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد نماز مقرر کی ہے تاکہ وہ گری اس کی روح کو مجلس دے اور اس کی روحانی تازگی کو مقصد نہ کر دے۔

اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نیکی کے لیے ایسی موثر نہیں دیکھی سب سے بڑھ کر نیکی کا اثر کرنے والی نماز باجماعت ہی ہے۔ میرے نزدیک نماز باجماعت کا پابند خواہ اپنی بدیوں میں ترقی کرنے کے لیے ایسے سے بھی آگے نکل جائے پھر بھی میرے نزدیک اس کی اصلاح کا موقع ہاتھ سے نہیں گیا۔ نیکی کے متعلق نماز کے موثر ہونے کا مجھے اتنا کامل یقین ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بھی کہہ سکتا ہوں کہ نماز باجماعت کا پابند خواہ کتنا ہی بد اعمال کیوں نہ ہوگی وہ اس کی ضرورت اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ نافع نہیں ہوتا اور میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں کہ آخری وقت تک اس کے لیے اصلاح کا موقع ہے۔ سگورہ نماز باجماعت کا پابند اس رنگ میں ہو کہ اس کو اس میں لذت و سرور حاصل ہو۔

تحریرات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہم اس سال مبارک کے عالمی جینچ کے ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ علیہ السلام نے اپنے جلیل القدر خطبات میں پہنچانہ نمازوں کی اہمیت و عظمت و آثار فرماتے ہوئے اس ضمن میں فرمادے ہیں کہ فراموشی کے بارہ میں خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

جیسک میں نے پہلے بھی کہا تھا آخر یہ میں یہ یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ اسی عظیم الشان تاریخی مہذبہ کے متعلق جس کا چیلنج تمام اعلیٰوں کی نمائندگی ملتا ہے۔ نے تمام دنیا کے مکذبین اور کفریوں کو دیکھا ہے کہ کاپوت کے متعلق تمہارے ہر حقیرت پروردگار اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

کو تین سو فروری ۱۹۰۶ء کو ایک ایسی رات الہام ہوا جبکہ بادل نہایت زور سے گرج رہے تھے اور خدا تعالیٰ کی ایک رنگ میں بیرونی طور پر قہری تہمت کا نظارہ تھا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا۔

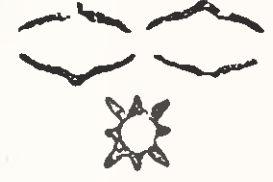
”اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں“

(بدرجلد نمبر ۲ شمارہ ۶-۹ فروری ۱۹۰۶ء) پس اگر آپ دنیا کو بیدار کرنے کے لیے اور احمدیت کی طرف متوجہ کرنے کے لیے خدا تعالیٰ سے ایک عظیم الشان نشان چاہتے ہیں کہ دنیا قیامت کا نمونہ دیکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے اور سانسے اندھیرے جو تکذیب کے پھینکے جا رہے ہیں وہ سانسے چھٹ جائیں جو طرح سورج چڑھتا ہے تو رات کے نئے بھاگنے کے سوا موقع کوئی نہیں رہتا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں جتنا ظلم پھیلا یا جا رہا ہے۔ جتنی تارکیاں پھیلائی جا رہی ہیں خدا سے ایسا نشان مانگیں جو سورج کی طرح چڑھے اور ان تارکیوں کا تار پود بکھر کر رکھ دے۔ وہ یکے کے بعد ایک خدا تعالیٰ نے خود بیان فرمایا ہے کہ یہ وہ طریق ہے اٹھو! نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں“

پس میں امید رکھتا ہوں کہ ویسے ہی اس حدی کے اختتام پر سب سے زیادہ قابل توجہ امر نماز ہی تھی۔ اور اس کی طرف میں نے توجہ کرنا تھا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عجیبہ تعریف پہنچ کر ساتھ ہی چونکہ مبارکے کا چیلنج دے دیا گیا ہے اور ان دونوں کے تعلق کو خود خدا نے رو دیا ہے۔ فریضے بھی نبی بھی ہے کہ اگر مبارکے کے عظیم الشان طریق پر کامیاب کرنا چاہتے ہو تو جماعت کو نمازوں کی طرف متوجہ کرو اور پھر اس الہام کی طرف بھی توجہ پھیر دی کہ اس کا جس اس سے تعلق ہے اس کے لیے میں خصیصیت کے ساتھ جو وقت کو پھر تکرار کرتا ہوں کہ اس سالی کو بھارت عبادت الہی کا سال بنا دیں۔ جو ذرا الہی سے محروم ہو اور جس میں ہم خدا کی یاد کی نذر پڑیں خدا کے سے کہ ایسا ہی ہو (آمین) فرمادے ہو انان الحمد للہ رب العالمین



سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ
تعالےٰ بیت الفضل لندن میں
سعید بلن پارٹی میں حضور کے دائیں
وانڈس ورتھ کے میسر اور بائیں مسٹر
ڈیوڈ ممبر پارلیمنٹ :

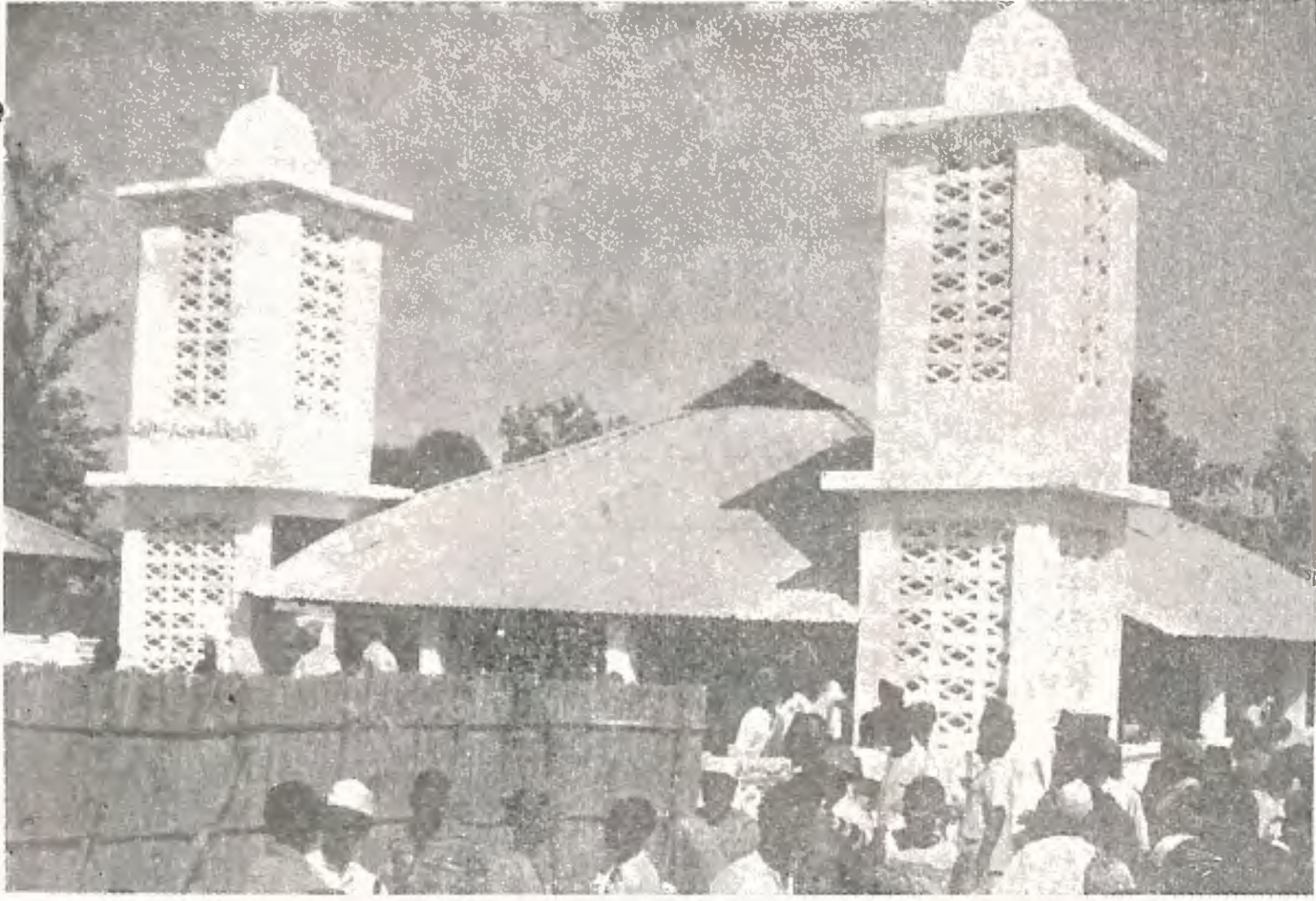


حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ
جسٹس سکالرز کے سوالوں کے جواب
دیتے ہوئے :



سکالرز کا ایک گروپ فوٹو :



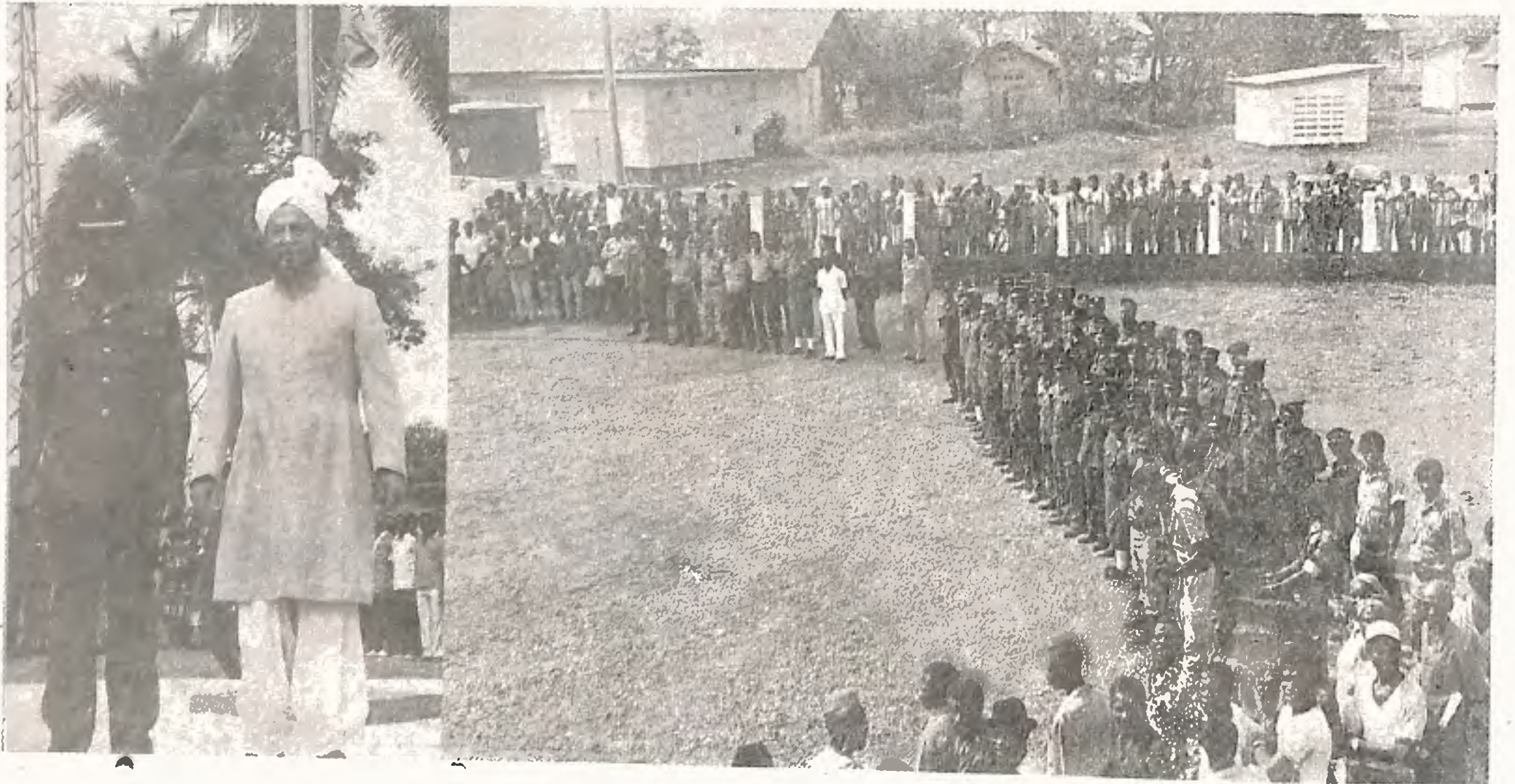


گیمبیا کی تاریخی مسجد صہبیا جہاں
سیدنا حضرت امیر المؤمنین نے برائے
افسوس لفقہ کی اقتصادی ترقی کے لئے
عظیم الشان اعلان فرمایا :-

چار احمدی بادشاہ
سیدنا حضرت امیر المؤمنین کے ساتھ
سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے
برکت ڈھونڈیں گے" کی منہ بولتی تصویر



تسو (سیرالیون) کے چیف پولیس فسر
کی دعوت پر سیدنا حضرت امیر المؤمنین
ایده اللہ تعالیٰ تسو پولیس فورس کو
خطاب فرما رہے ہیں :-



(پہلی قسط)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (جلواری نمبر)

تقریر کریم مولانا اعجاز صاحب صاحب رشتہ انام مسجد فضل لندن بموقعہ جلوسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۸۸ء

لقد كانت لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يؤمن بالله واليوم الآخر و ذكر الله كثيرا

اس عاجز کی خوش قسمتی اور سعادت ہے کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک مضمون پر کچھ عرض کر سکے۔ اس موقع پر اسے آج کل مجلس میں اس وسیع مضمون کے جس پہلو پر کچھ بیان کرنا مقصود ہے اس کا تعلق ہمارے آقا و رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت فکر گذاری سے ہے۔ حق یہ ہے کہ جس وجود باوجود باطنی تخلیق کا ثبات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خود انفرادیت و تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کے لئے اسودہ جنتہ بیان فرمایا اس کی سیرت کا ہر پہلو ہر درجہ دلکش اور دلربا ہے۔ سیرت طیبہ کے کسی پہلو پر نظر کی جائے یوں لگتا ہے کہ شایہ یہی پہلو ہر اعتبار سے باقی سب صفات سے ممتاز ہے۔ سب پر غالب اور سیرت مصطفوی کا محور اور مرکزی نقطہ ہے۔ یہ اس خاص جو سیرت کے ہر باب تک پہنچتا ہے۔ اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ سیرت طیبہ میں ایک ایسی جا سمیت رہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ ہمارے آقا و رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنواقی فاضلہ کی ہر شاخ میں نہ صرف کمال حاصل کیا بلکہ ہر شرف کریم میں فیہر مہولی و سعادت گہرائی اور عظمت پیدا فرمادی کہ اسے ایسی رفعتوں اور بلندیوں سے پہنچا دیا جو چشم فلک نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھیں۔

سکرام اخلاق کی ان بلند و بالا چوٹیوں پر بڑی عظمت اور شان سے فائز ہونے والے ہمارے ہادی کامل رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ کاملی میں کچھ ایسی صفات بھی ہیں جن کا عکس انہماقی محمدی کے ہر پہلو میں پنہاں نظر آتا ہے اور جگہ جگہ اس صفت کی چھاپ دکھائی دیتی ہے۔ شکر گذاری کی معرفت یہی کیفیت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کا مضمون ہو یا اس کی عبادت کا۔ عاجزی و خاکساری کا

بیان ہو یا اپنی ساری استعدادوں کو کلیتہً نہا تنہائے کی راہ میں وقف کر دینے کا۔ حسن محمدی کا ہر صفت کے آئینہ میں شکر گذاری کا وصف بڑی شان سے عکس نظر آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیرت طیبہ کا ایک سرسری مطالعہ بھی اس عداوت کو عیاں کر دیتا ہے کہ محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی اللہ تعالیٰ کی شکر گذاری اور سپاس گذاری میں بسر ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی بھی نبی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: -

كانت خلقه الفرائد جو کچھ قرآن مجید میں مذکور ہے آپ کی ساری زندگی اس کی عمیق تفسیر پیش کرتا ہے۔ کون قدر معنی نغیر ہے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ حزن شکن جامع جواب: - خاص طور پر اس پہلو میں کہ قرآن مجید کا آغاز ہی الحمد للہ رب العالمین سے ہوتا ہے۔ گو یا قرآنی تعلیمات کا خلاصہ حمد پر ہی تعالیٰ میں آجاتا ہے اور عبد الشکور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری حیات طیبہ اسی حمد و شکر کے گرد گھومتی اور اس مضمون کو کھول کھول کر بیان کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

اظہار شکر کا ہر مضمون ہمارے آقا و رسولی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پوری شان کے ساتھ جلوہ گر نظر آتا ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ آپ کے اسوۂ حسنہ کے طبعی ہی نوع البشر کو شکر کے وسیع معانی اور حقیقی مفہم سے آگہی نہیب ہوئی۔ تاج العروس میں لکھا ہے کہ شکر میں قسم کا ہے۔ اول :- شکر بالقلب یعنی لہجوں کا تقویٰ اور اول :- شکر باللسان یعنی انعام کرنے والے کی زبان سے تہریف کرنا۔

سوم :- شکر بالجوارح یعنی لہجوں

کا مناسب حال استعمال کرنا اور بدلہ دینا۔ نیز نکاح ہے کہ شکر کا بنیاد پارچہ باتوں پر ہے۔ نعمت کرنے والے کی طرف تہلی بھکاؤ۔ اس کی نعمت۔ نعمتوں کا اعتراف۔ انعام کرنے والے کی تہریف اور نعمتوں کا صحیح اور پسندیدہ امور میں استعمال کرنا۔

تاج العروس ہی میں لکھا ہے کہ شکر کا یہ مفہوم ہے کہ دل میں انعام کرنے والے کی نعمت گھر گھر جانے سارا جسم اس کی اطاعت میں تک جائے اور زبان منعم کے ذکر اور تہریف میں چلتی رہے۔ شکر کا ایک مفہوم یہ بھی بیان ہوا ہے کہ عبادی طاقتوں کو انعام کرنے والے کی خدمت میں کلیتہً صرف کر دیا جائے۔

شکر کا ایک بار یک مفہوم ایک عارف باللہ نے یوں بیان کیا ہے کہ کسی نعمت کی سبب کا چونکہ انسانی نظروں کو خیر نہ کرے بلکہ نعمت کے پیچھے انعام کرنے والے کا حسین چہرہ دکھائی دے۔

شکر کے یہ سب لغوی مفہم کمال خوبی اور حسن کے ساتھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں جلوہ گر نظر آتے ہیں۔ کوئی پہلو تشنہ اور ناتمام نہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ہر معنی کے اعتبار سے شکر حقیقی مفہوم آپ ہی کی سیرت کے پیکر میں دکھائی دیتا ہے۔ حسن سیرت کا شہدائی جوں جوں اس سمندر میں اترتا چلا جاتا ہے اس پر حقیقت عیاں تر ہوتی چلی جاتی ہے کہ اس بھرنا پید اکنار کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

شکر اور عبادت میں ایک گہرا ربط اور تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کے شکر کا بہترین اظہار اس کی مخلصانہ عبادت کے ذریعہ ہوتا ہے جس میں کسی دنیاوی مقصد کی طوخی نہ ہو۔ دوسری طرف مخلصانہ عبادت اس وقت تک ممکن نہیں جب تک دل

خدا کی ایسی سچی محبت سے مسور نہ ہو جو شکر کے باقی سے سیراب کی گئی ہو۔ یہ دونوں صفات عبد شکوہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں بیک وقت رونق افروز نظر آتی ہیں۔ صفت عبودیت اور صفت شکر کا حسین ترین امتزاج رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں نظر آتا ہے۔ عبودیت کی یہ کیفیت کہ کن بنی نوع انسان میں یہی وہ وجود باوجود ہے جسے خدا نے علیم و خبیر نے عبد اللہ کے خطاب سے نوازا۔ کوئی اور نہ تھا جس کی عبودیت کو قبولیت کا یہ پھل لگا ہو۔ عرف ایک ہی عبد کامل تھا جس نے عبودیت کی سب راہوں میں یہ ثابت کر دیا کہ میں وہ گوہر مقصود ہے جس کی خاطر اس کائنات کو خلعت وجود سے نوازا گیا۔ ایک طرف عبودیت کی یہ کیفیت تو دوسری طرف شکر کا یہ عالم کہ اس میدان میں ہر جہت اور ہر پہلو سے بلند کی ہر چوٹی کو زیر کیا اور اس آتش بھری زندگی میں آگے سے آگے بڑھنے چلے جانے کی ایسی مسلسل کیفیت کہ اظہار شکر کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہا بلکہ ہر پہلو اپنی مثال آپ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے کا یہ شکر کامل شکر کی ہر منزل کو سر کرنے کی بنیاد پر عبد شکوہ کہلایا کہ اس سے زیادہ شکر گزار بندہ چشم فلک نے نہ کبھی دیکھا نہ دیکھ جائے گی۔ لیکن زمان و مکان کی قید سے بہت بالا اس صفت لامکان کی روحانی پرداز کا یہ عالم تھا کہ ہمارے آقا و رسولی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان مقامات پر فائز ہو کہ ایک لحظہ کے لئے بھی رُکے نہیں بلکہ آپ کا قدم مبارک قرب الہی کی ان مبارک راہوں پر پورے استقلال اور ثبات سے ہنسا آگے آگے اٹھتا رہا ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی ان راہوں کے سنگ ہائے میل بنے کہ ساری قائم فرماتے اور خود ہی ان معیاروں سے بہت آگے سکرام اخلاق کی بلند و بالا نی سے نئی چوٹیوں کی نشاندہی فرماتے اور لطف یہ کہ ان نئی چوٹیوں پر سب سے پہلے پھر آپ ہی کے مبارک قدموں کے نشانات نظر آتے ہیں۔ اس مبارک اسوۂ کو دیکھ کر ایک مومن کا دل بے اختیار اس نور محمدیہ

جان سے فدا تو نہ لگتا ہے۔
 محبوب کبریٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 و سحر کی اس میدان میں ایمان اشرور
 کیفیت کا کچھ اندازہ آپ کے اس
 معمول سے کیا جاسکتا ہے کہ دن بھر
 ایسا بھرپور وقت گزارنے کے بعد جس
 کا ایک ایک لمحہ حکام خداوندی کی
 بجا آوری میں صرف ہوتا تھا رات
 پڑنے سے سبب آپ چند گھنٹوں کے
 لئے بستر پر راز ہونے تو حالت
 نیند میں بھی قلب جمافی ذکر و شکر
 باری تعالیٰ میں سرور و رہتا جیسا کہ
 شہر نایاب۔

تبار علیہ و اولادہ علیہ
 کہ آنکھ تو چند گھنٹوں کے لئے آرام
 کر لیتی ہے لیکن دل ایک گھری بھی
 غفلت کا شکار نہیں ہوتا اور ابھی
 رات نصف منزل کو پہنچی ہوتی کہ
 اللہ تعالیٰ کی محبت سے لبریز یہ صاحب
 قلب اظہر بچہ اپنے پیالے رب کے
 حضور حمد و ثنا کے ترانے کا تا ہوا نظر
 آتا ہے۔ دل خدا کی یاد سے معمور ہے
 تو جسم بھی اس میدان میں کچھ کم استعداد
 نہیں۔ دونوں کی ایمان اشرور سلامت
 کا نتیجہ آپ کے ان الفاظ سے ظاہر
 ہے کہ

فوقہ عینی فی الصلوۃ
 کہ اس دنیا میں اگرچہ مجھے اور بھی کچھ
 چیزیں مرغوب اور پسندیدہ ہیں جو میرے
 لئے جسمانی راحت اور سکون کا موجب
 ہیں لیکن جس چیز سے مجھے آنکھوں کی
 حقیقی ٹھنڈک اور میری روح کو
 تکمیل نصیب ہوتی ہے وہ نماز ہے۔
 وجہ تخلیقی کائنات حضرت محمد
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر و شکر
 سے لبریز عبادت کی کیفیت کا بیان
 ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور
 اس کے احسانوں کے شکر میں آپ کی
 عبادت کا ایک عجیب نرالا انداز تھا
 محبت ایسا جوش مارتی کہ رنگ ہی اور
 ہو جاتا۔ کس کا دل نہیں چاہتا کہ رات
 کو چند گھنٹوں کے لئے آرام کرے لیکن
 دوزخ محبت اور فدائیت کا یہ عالم تھا
 کہ اللہ تعالیٰ کا یہ عہدش کو رات کی
 تاریکی میں جب سب محو آرام ہوتے
 اپنے رب کے آستانہ پر آجاتا۔
 دونوں ہی راحت و سکون حاصل
 کرتے۔ کوئی بستر پر دراز رہ کر اور
 کوئی اپنے پر در و کار کی عبادت میں
 کھڑے ہو کر۔ حضرت عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ عنہا ایک واقعہ بیان کرتی ہیں

کہ ایک رات جو میری آنکھ کھلی تو میں
 نے آپ کو اپنے بستر پر نہ پایا۔ میں
 گھبرائی۔ تلاش شدہ کی تو دیکھا کہ
 آپ باہر صحن میں اللہ کے حضور سجدہ
 ریز ہیں اور بڑے درد سے عرض کر
 رہے ہیں۔

اللہم سجد لک روحی و جانی
 مولیٰ میں اپنا سب کچھ لئے کر تیرے
 آستانہ پر آ گیا ہوں۔
 خدائے واحد کا یہ عاشق صادق
 جب و غیر محبت سے اپنے مولیٰ کی
 سزا بے پناہ حاضر ہوتا تو اس کی
 کیفیت کچھ ایسی ہوتی کہ دیکھنے والوں
 کے لئے اس کو لفظوں کے پیرائے
 میں بیان کرنا ممکن نہ ہوتا۔ حبیب
 کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راز دار
 حیات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 عنہا سے کسی نے پوچھا کہ رسول پاک
 کی نمازوں میں کیا کیفیت ہوا کرتی تھی۔
 اظہار بیان پر خوب قدرت رکھنے
 والی اس محرم راز کو اظہار حقیقت
 کے لئے کوئی الفاظ نہ مل سکے آپ
 نے فرمایا:-

لَا تَسْئَلُنِي عَنْ صَلَاتِي وَطَوَلِّعِي
 گویا یہ اعلان اور اقرار تھا اس
 بات کا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ذکر و شکر سے معمور اور مزین
 نمازوں کی کیفیت کا کچھ اندازہ تو
 کیا جاسکتا ہے لیکن یہ
 کوئی پیرا یا نظر آتا نہیں اظہار کا
 ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے محبوب
 کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو دنیا
 و دافینما سے کلیتہً بے نیاز ہو کر
 اس قدر استغراق اور انہماک
 سے نماز ادا کرتے کہ کسی اور چیز
 کا خیال تک نہ رہتا۔ نہ وقت کا
 نہ جسم کی کسی کمزوری کا اور نہ اپنے
 آرام و سکون کا۔ خدائے واحد
 کی محبت اور اس کی نعمتوں پر شکر
 کی کیفیت اس طرح اہل اہل کر قلب
 صافی سے بننے لگتی کہ دیکھنے والے
 اس منظر کو دیکھ کر حیران و ششدر
 رہ جاتے۔ ایسے ہی ایک موقع
 کی روایت آتی ہے کہ
 صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَفَخَتْ قَلَمَاهُ
 فَقِيلَ لَهُ انْتَفَخْتَ قَلَمَاهُ
 قَدْ غَفَوَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقْدَمُ
 هُنَّ ذُنُوبُكَ وَكَانَ تَأْخُورُ قَالَ اذْلا
 اكون عبدًا شكورًا رزق

نروسی بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اس قدر
 لمبا نیام فرمایا کہ آپ کے دونوں
 قدم متورم ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ
 کر آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول
 اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی مغفرت
 فرمادی ہے پھر آپ اتنی تکلیف
 اور مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟
 تو کیا میں اپنے رب کا بہت شکر گزار
 بندہ نہ ہوں؟

کس قدر عظمت اور گہرائی ہے ہمارے
 آقا کے نامدار محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کے اس دلربا جواب میں!
 نعمتوں کا ذکر آیا اور کہنے والوں نے
 یاد دلایا کہ آپ تو رب العزت کی
 تقدیم ترین نعمت یعنی مغفرت کے
 موردِ اہم ہیں۔ خدائے آپ کے
 اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر
 دیے ہیں۔ خدائے ان فضلوں کو سن
 کر اللہ تعالیٰ کے اس انتہائی شکر
 گزار بندے کے دل میں حمد و ثنا
 اور شکر گزاری کا جذبہ اور بھی
 شدت سے چلنے لگتا ہے اور ایشاد
 ہوتا ہے کہ اگر میرے مولیٰ نے مجھ
 پر یہ کرم فرمایا ہے تو کیا میرا فرض
 نہیں بنتا کہ میں بھی اس کا انتہائی
 شکر گزار بندہ بنوں اور اپنے سر نیاز کو
 ہمیشہ اس کے آستانہ پر چھکائے
 رکھوں جس طرح محبت محبت کو جنم دیتی
 ہے۔ اسی طرح خدائے کی نعمتوں
 کا ادراک اس شکر دل میں مزید
 جذبات شکر پیدا کرتا ہے۔ ہمارے
 آقا و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 عظیم ترین عارف باللہ تھے۔ موصلا
 و معارف بارش کی طرح نازل ہونے والی
 انعامات الہی کا مل ادراک رکھتے تھے
 اور اس کامل ادراک کے منبع سے
 پھوٹنے والی حمد و ثنا آپ کی ساری
 حیات طیبہ کا ایک ایسا مستقل
 عنوان ہے۔ جو اسوہ کامل کے ہر
 باب کی پیشانی پر جلوہ فگن نظر
 آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مسلسل
 حمد و ثنا اور ہر بات میں دل کی گہرائی
 سے اپنے مولیٰ کا شکر ادا کرنا اور اس
 کے نئے سے نئے انداز اختیار کرنا یہ
 ہمارے آقا و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کی سیرت کا ایسا پہلو ہے جو قدم قدم
 پر عاشق صادق کی آنکھوں کو خیر کرتا
 چلا جاتا ہے۔ پیالے آقا رسول عربی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی دلربا جواب پر
 ایک بار پھر نظر ڈال کر دیکھیں۔ کس قدر

ایمان اشرور منظر نظروں کے سامنے
 لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین بندہ
 اپنے مولیٰ کی جناب میں کھڑا ہے۔ اس کی
 روح بارگاہِ وحدیت میں سجدہ کناں ہے
 محویت اور فدائیت کا ایسا عالم ہے کہ
 کس چیز کا ہوش نہیں۔ جذبات شکر کا
 ٹھاٹھیں دارتا ہوا سمندر ہے جس سے
 سینہ صافی میں تمام کی کیفیت پیدا
 کر دی ہے۔ قیام کا عرصہ اتنا لمبا ہو جاتا
 ہے کہ شعوب بشریت کے تقاضے سر
 اٹھانے لگتے ہیں۔ پاؤں سوچ جاتے
 ہیں اور دیکھنے والے اس نظارہ کو دیکھ
 کر تڑپ اٹھتے ہیں۔ بارگاہ رسالت
 میں عرض کرتے ہیں کہ آقا کچھ تو اپنے
 نحیف جسم کا خیال فرمائیں۔ اپنے آپ
 کو اس قدر جسمانی مشقت میں کیوں
 ڈالتے ہیں؟ آپ پر تو ہر آن خدائے
 غفور و رحیم کا سایہ ہے۔ اسی
 لئے آپ پر مغفرت اور سعادت کی
 چادر ڈال رکھی ہے۔ آپ کے مقدس
 دامن پر تو گناہ کا کوئی داغ نہیں
 جس کی فکر آپ کو دامن گیر ہو سکتی
 ہو تو پھر یہ درد و الحاح اور اٹھی
 جان پر ظلم کیوں؟ ارشاد ہوتا ہے
 کہ میں اپنے مولیٰ کے احسانوں اور نعمتوں
 کو خوب جانتا ہوں۔ احساسِ ندامت
 یا خوفِ عقوبت میری اس عبادت
 کا موجب نہیں بلکہ میں تو اپنے رب
 کی کبھی نہ ختم ہونے والی نعمتوں
 کا شکر ادا کرتے ہوئے دفور
 شوق و محبت سے اس کے احسان
 پر جھکتا ہوں۔ خدا کی نعمتوں کے
 تصور اور اس کی جہیم عنایات
 کے شکر کرنے میرے جسم کو بھگ
 نہیں میری روح کو بھی ہمیشہ کے لئے
 اس ذکر کا غلام کر دیا ہے چنانچہ
 اب کسی جبر و اکراہ کے نتیجہ میں
 نہیں۔ کسی طمع اور لالچ کی مجبوری
 سے نہیں بلکہ ایک طبی جوش سے
 ایک سچی محبت سے اور شکر گزاری
 کے جذبہ سے میں اس آستانہ پر جھکتا
 ہوں۔ یہ جھکتا میری روح کی غذ بن
 گیا ہے۔ شکر گزاری کا ایک مرحلہ ابھی
 پوری طرح طے نہیں ہوتا کہ دوسری نعمت
 کا تصور مجھ پر غالب آجاتا ہے اور میرا
 سر اور میری روح کا ذرہ ذرہ اپنے
 مولیٰ کی درگاہ میں جھکتا چلا جاتا ہے
 اور یہ جھکتا کبھی ختم نہیں ہوتا!
 لاریب دنیا کی ہر شاخ ہر درے جھکتے کا یہ
 سلیقہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 سلم سے سیکھا ہے۔ (باقی آئندہ)

قصہ اول

مگر علیہ السلام

دعویٰ سے پہلے اور دعویٰ کے بعد کے پاکیزہ سیرت

از: مولانا صاحب ام ایس ایچ ایچ رخصتہ قادریان تقریریں بلالہ قادریان ۱۹۸۷ء

سیدنا حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام کی دعویٰ سے پہلے اور دعویٰ کے بعد کی زندگی کی سیرت کا کچھ حقیقہ خاک اس وقت پیش کر رہا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ حضور کی قربت یا پھر عالم موعود زندگی سے سیرت کا بیان پختہ نہیں منٹ میں قطعاً محال ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے تعلق میں ایک حیار اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔

قل لو شَاء اللہ ما تلوتہ
 ذلیکم ولا ادراککم بہ
 فمذ لبثت فیکم عمراً
 من قبلہ ا فلا تعقون
 (یونس)

گویا آپ کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی بچپن سے ارہیٹر عمر میں دعویٰ تک بے عیب تھی۔ جبکہ لوگوں کی نظر میں آپ گذشتہ روز تک صدق و امین اور اخلاقِ فاضلہ میں بے مثال تھے تو یہ کیونکر ممکن ہوا کہ آج اچانک آپ نے اور تو اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا۔

حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام کو بھی یہی الہام ہوا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۳۵)

حضور نے مخالفین کو لٹکا اور جینج دیا کہ

"تم کوئی عیب، افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تاہم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا نازی ہے۔ یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہو گا۔ کون تم میں ہے جو میرے سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے؟ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ دلیل ہے" (تذکرہ الشہادتیں صفحہ ۶۲)

ہم حضرت مرزا صاحب کے بچپن جوانی اور ادھیڑ عمر کا دعویٰ سے پہلے جاننے کے لئے ہیں تو یہ اعلیٰ اوصاف نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ دنیا، فریب، جھوٹ اور دنیا سے بے رغبتی بے پناہ عشق الہی، عشقِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عشقِ قرآن مجید۔ ان سب کے لئے بھاری عزت، عبادت، خدمت دین اور خدمتِ ختمی، انکسار اور اطاعت والدین میں استغراق عبادت الہی کا دوفر شوق اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ آپ نے بچپن میں اپنی ایک ہم عمر بچی کو جس سے بددعا آپ کی ساری ہوئی کہتے تھے کہ دعا کرو کہ خدا مجھے نماز نصیب کرے

(سیرت یحییٰ موعود جلد اول، جلد دوم)

آپ کی زندگی گرتے نشین کی تھی۔ آپ نمازوں کے باہر تھکے اور کثرت سے درود شریف پڑھتے تھے۔ اور اپنے ساتھی یتیم بچوں کو بھی تاکوید کرتے تھے جو کھانے میں آپ کے شریک ہوتے تھے۔ آپ ان میں سے یعنی کوسبتی پڑھا دیتے تھے۔

(حیات احمد صفحہ ۱۱۵)

ایک ہندو کا بیان ہے کہ آپ میرے ہم عمر ہیں۔ آپ کی نیک شخصیت جو پہلے ہمیں وہ اب بھی ہے۔ آپ سب سے امانت دار اور نیک ہیں۔" میں تو سب سمجھتا ہوں کہ پریشمر مرزا صاحب کی فطرتی اختیار کر کے زمین پر اتر آیا ہے۔ اور اپنے جلو سے آپ دکھا رہا ہے"

(تذکرہ المہدی صفحہ دوم صفحہ ۲۲۲)

حضور کی تعلیم کے دوران سترہ سال کی عمر میں آپ کے والد ماجد نے جھنڈا سنگھ کے ذریعہ حضور کو کہا کہ ایک انگریز حاکم آیا ہے جس سے اپنی راہ و رسم کی وجہ سے میں کسی اچھے عہدہ

پر ملازم کرنا ہو سکتا ہوں۔ لیکن آپ نے اگر عرض کی "میں تو نوکر ہو گیا ہوں ابھی خدا تعالیٰ کا یہ سن کر والد صاحب نے کہا کہ اچھا اگر نوکر ہو گئے ہو خیر ہے۔

(سیرت المہدی صفحہ اول صفحہ ۱)

حضور کو اپنی گود میں گلانا شروع کیا ایک برس سے ہندو جاٹ نے گواہی دی کہ ہوش سنبھالنے کے وقت سے آپ بڑے نیک رہے۔ شرارت، خساد، جھوٹ سے دور تھے۔ ایک عجیب پاک زندگی ان کی تھی۔ لیکن ہماری نظروں میں ابھی نہیں آتی۔ اگر ہم نے کہا کہ تعقی کرنا کھاؤ۔ کچھ کر لیا کرو۔ لیکن آپ خاموش رہتے۔ والد صاحب میز سے ذریعہ آپ کو بٹا کر بچا لے کر گھر لے جاتے تھے۔ میں کہتا تھا کہ بڑے بڑے بڑے انگریز حاکم میرا لحاف کرتے ہیں۔ میں آپ کو ملازم رکھوانے کی سفارش خود جا کر کر سکتا ہوں۔ بار بار کہنے پر آپ جواب دیتے۔ اٹا، جو شخص انہوں کے افسر، اعلیٰ اہل کیمیا اور طبیوں کا ملازم اور فرمانبردار ہوا ان کو کسی اور کی ملازمت کی کیا پروا ہے۔ ویسے میں آپ کے حکم سے باہر نہیں۔ اسپر والد صاحب خاموش ہو جاتے اور کہتے

اچھا بیٹا جاؤ اور اپنی فطرت قائم بنا لو ان کے جانے کے بعد والد صاحب ہم سے کہتے کہ ہمارے بعد یہ کسی طرح زندگی بسر کرے گا۔ ہے تو یہ نیک۔ مگر اب زمانہ ایسوں کا نہیں۔ چانک، آدیوں کا ہے۔ پھر آبدیدہ ہو کر کہنے کہ جو پاکیزہ حال غلام احمد کا ہے وہ ہمارا کہاں ہے۔ یہ شخص زمین نہیں آسمانی ہے۔ یہ آدمی نہیں فرشتہ

(تذکرہ المہدی صفحہ دوم صفحہ ۲۲۲)

مقدرات کی پیروی کرنا۔

پر حضرت کر لیا۔ اس وقت حضرت مرزا صاحب کی عمر چودہ سال تھی اور آپ کے فائدہ کی بھی بقیہ جا بجا ضبط کر لی گئی۔ آپ کے والد صاحب نے پانچ برس بزرگوں کی یادگار جائیداد واپس لینے کے لئے مقدمات کا ایک وسیع سلسلہ شروع کر دیا اور چونکہ حضور ملازمت کرنے پر آمادہ نہ ہوتے تھے۔ آپ کو ان مقدمات کی پیروی میں مصروف کر دیا۔ ان مقدمات کی کارروائی میں حضور کو بہن غازیہ بیگم، بیگم آپ فطرۃ ان ذبیحی مشاغل سے نفرت رکھتے تھے۔ لیکن والد صاحب کی اطاعت دین کا حصہ ہے۔ اس لئے آپ ان کی فرما برداری کرتے تھے حالانکہ آپ کو اس سے بے حد تکلیف ہوتی تھی۔ اور اس میں آپ کے قیمتی سترہ سال صرف ہو گئے

والد صاحب بھی اس حقیقت کو جانتے تھے اور ب اوقات کہتے تھے کہ میں صرف رقم کے طور پر اپنے اس کیلئے کو ذبیحی باتوں کی طرف دھیال دانا ہوں۔ ورنہ میں جانتا ہوں کہ جس طرف اس کی توجہ ہے وہ صحیح ہے۔ سچ یہی ہے کہ ہم تو اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں۔ ان کو فدا تھا کہ کھد یہ بیٹا اپنے بڑے بھائی کا محتاج رہے گا۔

(سیرت المہدی صفحہ اول صفحہ ۲۶ و کتاب البرہ صفحہ ۱۵۰ وغیرہ) و اعظم خاص نمبر بات سنی جون ۱۹۸۳ء وغیرہ)

مقدرات کی پیروی میں بھی آپ کی توجہ دعاؤں اور نماز کی طرف ہوتی۔ کپڑوں میں بھی آپ بروقت اور کمال شوق اور خوبیت سے نازا کرتے۔ بھڑا دفعہ پیشی کے لئے آواز پڑتی لیکن آپ نکلنے میں مصروف رہتے تھے۔

(حیات النبی جلد اول صفحہ ۵۶)

ماسٹر پنڈت دیوی رام نے جو ۱۸۷۹ء تک قادیان میں چار سال تک مقیم رہے بیان کیا کہ مرزا صاحب والد صاحب کی اطاعت کرتے ہوئے لاچار مقدمات کی پیروی کرتے تھے۔

(سیرت المہدی صفحہ سوم صفحہ ۱۸۷)

آپ کو ہرجیت سے کوئی تعلق نہ تھا چنانچہ تاریخ پر جانے سے ایک روز پہلے آپ مسجد قاضی میں اٹھان فرماتے کہ میں والد صاحب کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ حق کیا ہے۔ سو دھا کر جو اس کے علم میں حق ہے اس کی تائید اور فریضہ اور بھے نجات ہے۔ پھر دیر تک حضور اور حاضرین دعا کرتے۔

(حیات النبی صفحہ ۱۸۷)

مارچ ۱۸۲۹ء میں انگریزوں نے پنجاب

لاہور چیف کورٹ میں ایک مقدمہ کی پیشگی کے بعد آپ بہت خوش خوش اس دوست کے پاس آئے جس کے پاس آپ ٹھہرے تھے۔ اس دوست نے اتفاقاً ہرنے کی وجہ پر بھی تو فرمایا کہ مقدمہ خارج ہو گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آئندہ اس کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس دوست کو معلوم تھا کہ اس وجہ سے آپ کے والد صاحب کو اور آپ کو کس قدر نقصان پہنچے گا۔ اس لئے ان کو بہت تکلیف ہوئی۔ لیکن حضور خورشیدی (حیات النبی جلد اول صفحہ ۵۷) دنیا داروں کا طریق ہے کہ جس بات کو وہ سنی سمجھتے ہیں اس کے لئے کچھ جھوٹے ہر طرح کے ثبوت پیش کرتے ہیں۔ لیکن حضور ہمیں سچے گاہ میں نہیں ترک کرتے تھے۔

آپ کے بڑے بیٹے نے ایک ہندو پر ناسخ کیا کہ اُس نے ہارما زمین پر مکان بنایا ہے۔ مگر یہ سنا کر کیا جاتا لیکن مقدمہ کے مرتب کرنے میں ایک اختلاف واقعہ تھی جس کے ثابت ہونے سے مقدمہ خارج ہوتا تھا۔ فریق مخالف نے آپ کی گواہی رکھوا دی، آپ کے بیٹے کے دیکھنے نے آپ سے پوچھا کہ آپ کیا بیان دیں گے۔ آپ نے کہا کہ وہی جو بات واقعی اور سچ ہے۔ اس پر دیکھنے والے کہ پھر آپ کو کچھ جانی جانے کی کیا ضرورت ہے؟ میں مقدمہ سے دستبردار ہو گیا ہوں۔ سو آپ نے ہالی نقصان کو سچ جانا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدمہ رکھتے ہوئے مقدمہ کو خراب کر دیا۔

(آئینہ کالات اسلام صفحہ ۲۹۹-۳۰۰) اسی طرح مسیحا تعالیٰ کے مشعلی بوجہات و فائز صدر انجن اعدیہ کی ہے اس کے چوتھے سے کے بارے میں حضور کے بڑے بھائی نے مقدمہ دائر کیا۔ یہ زمین دراصل حضور ہی کے خاندان کی تھی لیکن وہ زمین قبضہ ہندو مالکان کا تھا۔ ان مالکان نے عدالت میں یہ بات پیش کر دی کہ ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اُن کے چھوٹے بھائی نے مزاحمتاً اہل صاحب کی گواہی لی جاسے۔ جو کچھ وہ نہیں سن سکتے تھے۔ حضور نے گواہی میں پوچھا کہ کیا آپ ان لوگوں کو اس راستہ سے آتے جاتے اور اس پر بیٹھے عرصہ تک دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے اسے درست قرار دیا۔ اس پر عدالت نے اس کے حقیقی میں خیر دے دیا۔

آپ کے بڑے بھائی صاحب نے اسے اپنی ذلت محسوس کیا اور بہت ناراضی

ہوئے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ جب امر واقعہ یہی ہے تو میں کس طرح انکار کر سکتا ہوں

(العقل جلد ۲۲ نمبر ۴۴ صفحہ ۱۵۴)

حضور کا مقدمات میں سچ بولنا آپ کے خاندان کے لئے تکلیف کا موجب بنتا تھا۔ اور ناراضگی کا باعث بنتا تھا۔ حضرت میاں انشدیار صاحب ٹھیکیدار بیان کرتے ہیں کہ والد ماجد کے مورد ثبوت کے خلاف ایک مقدمہ میں موروثیوں کے کہنے پر جسٹریٹ نے حضور سے کچھ پوچھا اور آپ کے بیان کے مطابق مقدمہ کا فیصلہ مورد ثبوتوں کے حق میں دے دیا۔

آپ کی گواہی اور عدالت کے فیصلہ کی تفصیل آپ ہی سے معلوم ہوتی تو والد صاحب نے آپ کو ملال تھا کہ کھڑے دئے۔ اور آپ کو گھر سے نکل جانے کو کہا اور گھر میں تاکید کی کہ انہیں کھانا ہرگز نہ دیا جائے۔ آپ دو تین دن قادیان ہی میں کھتے اور والد صاحب آپ کو کھانا بھجواتی رہی۔ لیکن والد صاحب کی مزید ناراضگی کی وجہ سے آپ بھلا نہ چلے گئے۔ رونا ہوا آپ کے بیمار ہو جانے پر والد صاحب نے آپ کو واپسی بلایا۔

(تجوالہ تاریخ اہمیت جلد اول صفحہ ۱۰۱)

ظاہر نیست

بر آپ کے والد صاحب چاہتے تھے کہ حضور کو ذہنی کام کریں مقدمہ کی پیروی کے کام میں آپ کو نو سال ہو چکے تھے۔ والد صاحب کے نزدیک آپ اس میں کامیاب نہیں تھے حضور کو ملازمت کرنے سے بھی نفرت تھی اور حضور اس پر آمادہ نہیں ہوتے تھے تاہم والد صاحب نے اصرار کر کے ۱۸۶۴ء میں جبکہ آپ کی عمر آٹھ سال کی تھی آپ کو سیالکوٹ میں تعلقہ کی کچھری میں ملازم کر دیا۔

ملازمت کے اس چار سالہ کے قیام میں مصروفیت الہی نظر آئی ہے۔ شہر اور پھر کچھری ضلع کے وسیع علاقہ کے مرکز ہوتے ہیں۔ وہاں ہر قسم کے لوگوں کو دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے اخلاق و مذہب کو بالائے طاق رکھا ہوا ہے۔ انہیں مالی حاصل ہونا چاہیے خواہ حرام ذلیل سے ہو یا حلال سے۔ لوگ دنیا داری اور افسانہ زدگی میں مستغرق ہیں۔ ہر قسم کے لوگوں سے واسطہ آپ کو پڑا اور تجربہ حاصل ہوا۔

(کتاب البریہ صفحہ ۱۵۳-۱۵۴)

آپ نے یہ بھی دیکھا کہ عیسائیت کی تبلیغ کس طرح زور پکڑے ہوئے ہے۔ اسی کے مقابلہ کا بھی آپ کو موقع ملا۔ نیز عبادت میں منہمک رہنے کا اور قرآن مجید کے گہرے مطالعہ کا اللہ تعالیٰ نے یہ سائن کیا کہ آپ کے اپنے علاقہ سے دور جہاں پہلے آپ کی واقفیت نہ تھی اور وہاں آپ کے خاندان کا اثر بھی نہ تھا۔ غیر جانبدار اعلیٰ طبقہ کے افراد نے نہایت قریب سے آپ کے اخلاق نافذ کا مطالعہ کیا۔ اسی طرح غیر جانبدار گواہ پیدا ہو گئے۔ اور لوگوں نے غلطی نشانات بھی دیکھے جو انسانی طاقت سے بالا ہوتے ہیں۔ جس سے آپ کا تعلق باللہ ظاہر ہوا۔

تعلق باللہ مشلمان مور سے ظاہر ہوا کہ آپ نے اپنے دوست لالہ سید کو جن کے فرزند بعد میں دہلی میں لالہ کالج کے پرنسپل ہو گئے تھے۔ خواب دیکھ کر راجہ تاجا سنگھ کی وفات کی خبر دی جن کو تحصیل بٹالہ میں دیہات سے اس علاقہ کی حکومت کے لئے تھے دو بچے بہر دو پیر انگریز گھنٹہ گھر سے اپنا کسٹ اٹھے اور انگریز ڈپٹی کمشنر کو انہوں نے ہدایت دی کہ راجہ صاحب کے باغات وغیرہ جائیداد کی جو قطع سیالکوٹ میں ہیں بہت جلد ہفت تیار کی جائے۔ وہ کئی فوٹ ہو گئے ہیں۔ (تربیاق القلوب صفحہ ۵۷)

بائیس افراد نے وکالت یا مشاوری کا استعان دیا تھا۔ لالہ جی مذکورہ کر آپ نے بتایا کہ صرف آپ، پاپس ہو جائیں گے اور باقی خلیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(تربیاق القلوب صفحہ ۵۷-۵۸ سیرۃ المہدی صفحہ ۱۵۹)

سیالکوٹ میں ایک روز ایک چوہدری میر پندرہ مولد آدمی سو رہے تھے۔ ملک ملک کی آواز مشہور ہے۔ آئے پر آپ نے بار بار ان انرا کو دیکھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ جو ہا ہے۔ کوئی خوف کی بات نہیں اور پھر سو گئے تھے، تب آپ نے ان کو سستی سے اٹھایا اور باہر نکالا اور سب کے نکلنے کے بعد آپ خود باہر نکلے۔ ابھی آپ دوسرے ریز پر پہنچے تھے کہ چھت گری۔ اور دوسری چھت کو سٹمپ لگے کچھ جا پڑی اور سب افراد پرچ گئے۔

(سیرۃ المہدی صفحہ اول صفحہ ۲۲۶)

اس سے ظاہر ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ

کی ذات پر یہ یقین تھا کہ وہ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

دفتری کام آپ پوری محنت اور توجہ سے سرانجام دینے کے بعد آپ اپنی قیام گاہ پر آئے۔ تو مقدمہ والے نہ ہندو وہاں ہی آئے۔ تو آپ مالک مکان سے کہتے اور انہیں بھیجا کہ پولیس بھجوا دیتے۔

(سیرۃ المہدی صفحہ سوم صفحہ ۱۶۰)

تعمواہ کا اکثر حصہ ہو گا اور محتاجوں پر آپ صرف کر دیتے تھے۔ آپ کے مزاج میں بے نیازی اور اللہ تعالیٰ پر توکل تھا۔ سیالکوٹ میں دفاتر کا ہر شے بندت سچ رام اسلام کا سخت دشمن تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ چونکہ حضور اس کے ماتحت ملازم ہیں۔ اس لئے آپ مذہبی معاملات میں بھی ذمہ داری نہیں لیں گے وہ اسلام اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نامناسب اعتراض کرتا تو آپ زبردست دلالت سے اسے لایا جواب کر دیتے وہ شرافت کو بھی ہٹائے طاق رکھ دیتا۔ اسکی طرف سے یہ ایذا دی متواتر چار سال تک جاری رہی۔ اور آپ نے دامن صبر تھا سے رکھا۔ آپ کے دست لالہ سید سین ہدایت مشورہ دیتے تھے کہ آپ کی ترقی اور مستقبل اسی سپرنٹنڈنٹ سے وابستہ ہے اس لئے آپ اس کی مخالفت کارروائی کو ٹال دیا کریں۔ لیکن حضور کو یہ امر گوارا نہ تھا کہ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کی بجائے روزگار کا ذمہ سمجھیں۔

(حقیقۃ انوی صفحہ ۱۶۶)

آپ دفتر سے واپس آ کر اپنی رہائش گاہ کا دروازہ بند کر لیتے۔ بعض نے جھوٹ کی کہ آپ کیا کرتے ہیں تو دیکھا کہ آپ مصطفیٰ پر قرآن مجید لے بیٹھے ہیں اور نہایت عاجزی سے دُعا کر رہے ہیں یا اللہ! تیرا حکم ہے۔ تھے تو تو ہی سمجھائے گا۔ تو میں سمجھ سکتا ہوں (حیات النبی جلد اول نمبر ۲ صفحہ ۱۶۶)

(باقی صفحہ آئندہ)

ولادت

مذکورہ صفحہ پر اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے بڑے بیٹے عزیز عبد الرؤف صاحب نیر کو دہری جی عطا کی ہے جس کا نام محرم صاحب آزاد ہونا و سیم احمد صاحب۔ نے "انفک دردہ" تجویز فرمایا ہے۔ نومبر ۱۸۶۴ء میں فیض آباد میں صاحب درویشی مرحوم قادریں کی نواسی ہے۔ ان خوشی کے موقع پر سب نے روپے اجازت ہر ملین ادا کر کے ہر کسی کے لئے نذرانہ دینے کی دعا کی اور خیر مستجاب۔

(عبد اللہ الرحمن درویش قادیان)

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی

عدالت کا عظیم الشان نشان

از مکرم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی

۱۔ لے صدر پاکستان ضیا ہوش کرو۔ اور آنکھیں کھولو اور خود پہلے مسلمان بنو۔ ورنہ جس کرسی کو بچائے کے لئے اسلام کے نام سے اور نظام مصطفیٰ قائم کرنے کے نام سے اس قسم کی سٹار لیا اور دھوکے بازیاں کر رہے ہو۔ گرسی نہیں بیچے گی۔ نہیں بیچے گی۔ نہیں بیچے گی۔ یہ گرسی ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور تمہارا انجام کھٹو سے بھی بدتر ہو گا۔

یہ ہیں وہ الفاظ جو خاکسار نے جامعہ سالانہ قادیان منتقدہ دسمبر ۱۹۸۶ء کی تقریر میں سابق صدر پاکستان محمد ضیا الحق کے آرڈیننس عت اس پر ۱۹۸۷ء پر تبصرہ کرتے ہوئے کہے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب ضیا الحق فرعون نے سامان بن کر آرڈیننس مذکورہ کے ذریعہ احمدیوں کے مذہبی حقوق چھین چکا تھا۔ اور مرزا غلام احمدیوں نے جب دفعتی شرعی عدالت کا رخ کیا اور اس سے انصاف چاہا تو اس نام نہاد عدالت شرعی نے احمدیوں پر ظلم کی جو کچھ کسر باقی رہ گئی تھی وہ بھی نکال دی۔ کیونکہ یہ شرعی عدالت بھی ضیا الحق کی ہی قائم کردہ تھی۔ ملاحظہ فرمائیے دفعتی شرعی عدالت انصاف کا خون کرتے ہوئے کیا کہتی ہے۔

۲۔ اسلام آباد (بڈلیو رپورٹ) دفعتی شرعی عدالت نے دو سو سو بیس (۲۰۰) صفحات پر مشتمل ایک فیصلہ میں قادیانیوں کی دائر کردہ درخواست مسترد کر دی۔ اور تیسرا دہاکہ قادیانی آرڈیننس (غٹ ناتھ) کسی بھی طرح قرآن و سنت کے احکام کے منافی نہیں۔ قادیانیوں سے تعلق رکھنے والے بعض افراد نے دفعتی شرعی عدالت سے استدعا کی تھی کہ قادیانی گروپ لاہور کو روپ اور احمدیوں کی اسلام

دشمن سرگرمیوں پر پابندی اور تقریر سے متعلق آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۵ء میں شامل دفعات کو قرآن و سنت کے خلاف قرار دیا جائے۔ دفعتی شرعی عدالت نے درخواست کی تفصیل سے سماعت کی بعد ازاں میں دوسری باتوں کے علاوہ جو نکات اٹھائے گئے تھے ان میں یہ سوالات بھی شامل تھے کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ قطعی طور پر ختم ہو گیا ہے اور وہ آخری پیغمبر تھے۔ جن کے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی آسکتا۔ عدالت نے قرآن و سنت اور تفسیر و تفسیر دونوں فرقوں کے متفقہ اور نامور مفسرین کی تشریحات اور آراء کو پیش کر کے ہوسے یہ فیصلہ دیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کاملہ قطعی طور پر ختم ہو چکا ہے۔ اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے جن کے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ عدالت نے سماعت کے بعد جن نتائج پر پہنچی ہے ان کو قلم بند کرتے ہوئے اس نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں عدالت کے ایک فرد اور اسلامی شریعت کے پیروکار کے طور پر ظاہر ہوں گے۔ اور یہ کہ مرزا غلام احمد نے مسیح موعود کے طور پر اور نہ مہدی۔ جو لوگ قرآن پاک کی واضح اور شریح آیات کو ان تخریفات اور تفسیر کے ذریعہ غلط معانی پہناتے ہیں ایسے نہیں ہیں۔ اور چونکہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے بھی کہا تھا کہ ہذا وہ کافر ہے اور خود بالذات اہل ایمان تھا۔ مرزا غلام احمد کی زندگی کے حالات سے

ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دھوکے باز اور بے ایمان آدمی تھا اور خود بالذات اہل ایمان کے ساتھ اپنے پیروں اور تقریروں کے ذریعہ خود کو محدث اور مجددین قطعی اور بروزی نبی اور رسول اور مسیح منوانے کی کوشش کی ہے۔

۳۔ بحوالہ روزنامہ جنگ جلد ۱۵ نمبر ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۷ء

۴۔ دفعتی شرعی عدالت کے اس فیصلہ کے بعد جماعت احمدیہ کے خلاف جمہور نے اور شرانگیز پروپیگنڈہ کی ہم تیز سے تیز تر کر دی گئی۔ اور اس شرانگیز عالمی ہم میں ضیا الحق کا ہاتھ بٹانے میں علماء کے بعض مخصوص طبقہ پیش پیش رہے۔ دفعتی شرعی عدالت کے تین صحابان بھی زیادہ تر علماء ہی تھے۔ حکومت پاکستان کی سرپرستی میں جب یہ منظم طول پکڑ گئے اور ان کا سلسلہ بند ہونا نظر نہ آیا تو حضرت امام عفت احمدیہ نے بے حد غور و فکر اور دعاؤں کے بعد یہ فیصلہ فرمایا کہ تمام مکتذبین اور معاندین مسیح موعود علیہ السلام کو قرآنی تعلیم کے مطابق مہلے کا پھیلج دیا جائے۔ اور ان مہلے کو خدائی عدالت میں پیش کر دیا جائے۔ تاخذا ظالموں اور مظلوموں کے درمیان اپنی قہری تھپی سے فسوق کر کے دکھائے۔ چنانچہ دس جون ۱۹۸۸ء کو امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا ظاہر احمد صاحب ائیدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صحیح عقائد کو پیش کرتے ہوئے مکتذبین کی طرف سے جو غلط عقائد اور بے بنیاد باتیں جماعت احمدیہ اور باقی جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان پر لعنت اللہ علی الکاذبین کہہ کر بارگاہ خدادادی میں یوں استدعا کی۔

۵۔ لے خدا تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق چھوٹا اور مغتری ہے اس پر ایک سال کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما اور اُسے ذلت و نکت کی مار دے کر اپنے عذاب اور قہری تجلیوں کا نشانہ بنا اور اس طور سے ان کو اپنے عذاب کی چکی میں پیس اور مصیبتوں پر مصیبتیں ان پر نازل کر اور بلاؤں پر بلاؤں ڈال کر دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندے کی شرارت اور دشمنی اور بعض کا دشمن نہیں۔ بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ یہ سب عجب کام دکھ رہا ہے۔ اس رنگ میں اس تجوئے گروہ کو سزا دے کہ اس سزا میں مہلے میں شریک کسی فریق کے کہ ذریعہ کے ہاتھ کا کوئی بھی دخل نہ ہو۔ اور وہ جس تیرے غضب اور تیرے عقوبت کی جنوہ گری ہوتا کہ مجھے اور چھوٹے میں خوب تیز ہو جائے اور اہل انصاف پر خوب کھل جائے کہ سچائی کس کے ساتھ ہے اور حق کس کی حمایت میں کھڑا ہے۔ (دین یارب العالمین)۔

۶۔ ضیا الحق کو حضرت امام جماعت احمدیہ نے مکتذبین اور معاندین کی فہرست میں سب سے ادر دیکھا۔ اور ۱۲ اگست ۱۹۸۸ء کو خطبہ مسجد میں فرمایا کہ ضیا الحق کا دعوت مہلے کو منظور کرنے یا نہ منظور کرنے کا کوئی سوال نہیں مہلے کی دعوت کو منظور نہ کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ ضیا الحق اپنے ان ظلموں سے جو اس نے جماعت احمدیہ پر روا رکھے ہوئے ہیں باز آجائے۔ لیکن ضیا و الحق نے اس وارننگ سے بھی فائدہ نہ اٹھایا اور جماعت احمدیہ پر اپنے منظم کو جاری رکھا۔ نتیجہ کیا ہوا۔ ۲۵ مارچ کو اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی کا شکار ہو گیا اور اپنے ۳۵ طہری کے اعصابی عہد بداروں کے ساتھ ہوائی حادثہ کا شکار ہو کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی وہ گرسی ریزہ ریزہ ہو گئی جس پر بلکہ وہ ان ظلموں کا رد ایٹمی کو کیا کرتا تھا اور خدا نے ثابت کر دیا کہ حضرت مرزا غلام احمد

قادیان علیہ السلام اپنے دعویٰ میں مودود اور شہرہ میں سے تھے۔ اور آپ کا تکیب کرنے والے ہی تھے۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درمولا سے گندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو (صبح موعود)

جنرل ضیا کی نصرت ناک ہلاکت کے بعد جماعت احمدیہ دہلی نے ہر ممبر کو جیسے تشکر منانے کا فیصلہ کیا اور فجر سے خواہش کی کہ میں بھی اس موقع پر تقریر کروں۔ اس تقریر کی تیاری کے پیش نظر خاکسار نے ایک دفعہ پھر تذکرہ پر بغور نظر دوڑائی تو مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزید کچھ الہامات صدر ضیا اور اس کے مؤیدین کے بارہ میں لکھے آئے جنہیں میں ذیل میں درج کر رہا ہوں۔

۱۸۹۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک فوجداری مقدمہ پولیس نے بنایا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے حضور کو بتایا کہ ایسی کوشش کرنے والے نامراد رہیں گے۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل الہامات ہوئے یہ الہامات ۱۸۹۹ء میں ہوئے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا وَاذَاتُ مَعِي يَا أَيُّهَا الْعِزِّيزُ - يَا تَبَّكَ الْعَلِيُّقُ - اَلْحَيُّ اَلْمَا لُومُومُونُ - يَا اَرَضُفُ - اِبْدِئِي مَا دَلَّيْ شَيْخُ الْمَا وُ تَقِي اَلَا مَوُ - سَلَا مَ تَوَا لَامِن رِبِّ رَحِيْمُ - وَا مَتَا رُو اَلْيَوْمِ اِيْهَا اَلْمَجْرُمُو ن - اِنَّا تَجَا لَانَا وَنَقَطِعُ اَلْعَهْدُ وَا سَابِقُ وَا لِيَوْمِ اِنِّي اِيُوفِيكُو ن لِيَحْضُرُ اَلظَالِمُ عَمَلِي بِيَدِيْهِ وَا لِيُوشِقُ - وَا ذَاتُ اَللّٰهُ مَعَ اَلْاِمْرَا وَا نْقَدُ عَمَلُ لِعَا وِعِهِمْ لِيَفْذَرِيْجُو ن شَاهِدُ اَلْوَجُو ن اَنَّهُ صَوْنُ اَيَاتِ اَللّٰهُ وَا نْقَدُ فِتْحُ عَظِيْمُ -

(تذکرہ ص ۳۲ طبع ثانی) ترجمہ :- خدا تعالیٰ پر ہرگز کاروں کے ساتھ ہے اور تو پر ہرگز کاروں کے ساتھ ہے اور تو میرے ساتھ ہے اے ابراہیم۔ میری مدد تجھ پہنچے گی۔ میں رحمان ہوں۔ نے زمین اپنے بانی کو نکل جا۔ یعنی خلاف واقع اور فتنہ انگیز شکایتوں کو جو زمین پر پھیلائی گئی ہیں نکل جا۔ پانی خشک ہو گیا اور بات کا فیصلہ ہوا۔

سلامتی ہے یہ رتبہ رحیم نے فرمایا اور اسے ظالم آج تم الگ ہو جاؤ تم نے دشمن کو مغلوب کیا۔ اور اس کے تمام اسباب کاٹ دیئے۔ ان پر واویلا ہے کیسے افتراء کرتے ہیں۔ ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا۔ اور خدا نیکیوں کے ساتھ ہو گا وہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ مومنہ بگڑیں گے۔ خدا کا یہ نشان ہے اور فتح عظیم ہے۔

یہ الہامات اس وقت بھی پورے ہوئے جب حضرت مسیح موعود پر فوجی مقدمہ دائر کیا گیا اور آپ پر ظلم کیا گیا اور آج پھر بڑی شان کے ساتھ پورے ہوئے جب ایک ظالم نے جماعت احمدیہ پر انتہائی ظلم کیا۔ اس ظالم کے بارہ میں ان الہامات میں بتایا گیا کہ وہ اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا۔ اور وہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ اس کے بعد یہ الہام درج ہے کہ شہادت الوجوۃ دمر نہ ہو جائیں گے۔

شہادت الوجوۃ کا الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۲۱ اگست ۱۹۰۵ء کو دوسری مرتبہ ہوا۔ چنانچہ تذکرہ طبع دوم ص ۵۵ پر لکھا ہے

دیکھا ایک شخص سامنے کھڑا ہے..... اس نے لکھا شہادت الوجوۃ فرمایا اس کے معنی ہیں دشمنوں کے موانہ کاٹ دیئے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی عظیم الشان زمان کے ذریعہ دشمنوں کو روکیا کرنا چاہتا ہے۔

چنانچہ اس حادثہ کے رونما ہونے پر ہوا اور جہاز کی ٹیکنیکل رپورٹوں سے پھر ہی اتنی کچھ نہیں بچ گئیں۔ پیرول میں آگ لگ گئی اور حادثہ کا شکار ہونے والے اکثر افسراد اس آگ میں جل گئے۔ اور وہ صرف روسیاء ہی نہیں ہوئے بلکہ چلنے کی وجہ سے سچا سچ ان کے چہرے سیاہ ہو گئے۔

مشہور مضمون نگار جناب اسد اللہ لکھتے ہیں کہ کراچی سے شائع ہونے والے روزنامہ ڈی نیوز میں ایک ماہر اخبار ہادی نے لکھا ہے کہ

دو برس امریکی ہوائی جہاز کی تیاری ہوئی اسے تمام دنیا میں سے سب سے زیادہ محفوظ قرار دیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے اس طرح کے کسی ہوائی جہاز کو کسی حادثہ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس کی مشینری ایسی ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ چار انجنوں والا یہ ہوائی جہاز پرواز کرنے کے چار منٹ بعد ہی تباہ ہو جائے۔ مسٹر ذرائع کے مطابق دعوائے کے بعد یہ ہوائی جہاز اس طرح تباہ ہوا کہ مسافروں کے جسم بری طرح جل گئے انہیں پہچانا نہیں جاسکتا تھا۔ کہا گیا کہ جنرل ضیا کی لاش ان کے دانوں کے ڈاکٹر نے ان کے دانوں کے جبرے کو دیکھ کر پہچانی۔ جنرل ضیا نے وصیت کر رکھی تھی کہ مرنے کے بعد ان کی آنکھیں دن کر دی جائیں لیکن آنکھیں ناک جل گئی تھیں۔

روزنامہ ہندوستان پراپار جالندہ ۸ نومبر ۱۹۸۸ء پھر ۱۹ مئی ۱۹۹۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا۔

وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَلَا مَوُ وَاِنَّا عَالِمُو ن سَيِّدِي اَلَا مَوُ وَاِنَّا نَسْفُو ن نَسْفًا (تذکرہ طبع دوم ص ۳۲) اس کا ترجمہ یہ ہے ہم اصل بات جانتے ہیں اور بے شک ہم جاننے والے ہیں۔ وہ بات غنیمتیں ظاہر کر دی جائے گی۔ اور یقیناً ہم ذرہ ذرہ کر کے اڑا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے غیاء الحق اور اس کے ساتھیوں کو جس طرح ذرہ ذرہ اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے اڑا دیا ہے یہ بھی تاریخ کا ایک عظیم سانحہ ہے۔

جناب اس صاحب اختر لکھتے ہیں :- ”اسلام کی روایت کے مطابق دشمن کرنے سے پہلے رشتہ داروں کو لاش کا دیدار کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ لیکن جنرل ضیا کا الموت یہ رسم پوری کرنے کے لئے ان کے رشتہ داروں کے سامنے کھولا نہیں گیا۔ بلکہ اسی طرح سے اسے دفن کر دیا گیا..... اس کا مطلب یہ

ہے کہ جو کچھ دنیا یا گیا وہ الیہ نہیں تھا کہ اسے دیکھا جائے۔ یہ بات کہ لاش کے ٹکڑے چیلے تھے اور وہ بری طرح جل گئے تھے اس بات کا ثبوت ہے کہ دعوائے اتنا طاقتور تھا کہ انسان اور مشین دونوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔“

روزنامہ ہندوستان پراپار ۸ نومبر ۱۹۸۸ء شہادت الوجوۃ کے بعد یہ الہام درج ہے۔

وَاِنْقَدُ مِّنْ اَيَاتِ اَللّٰهِ وَاِنْقَدُ فِتْحُ عَظِيْمُ - یہ خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے اور یہ فتح عظیم ہے۔

اسی اس حادثے کے ذریعہ خدا کا ایک نشان ظاہر ہوا۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ظاہر ہوئی اور جماعت احمدیہ کے لئے عظیم فتح ہوئی۔ فالحد للہ الحمد کثیرا۔

اسی طرح تذکرہ طبع ثانی ص ۵۳ پر حسب ذیل عبارت بھی نہایت بخیر غور کے قابل ہے لکھا ہے

دو اور پھر فرمایا میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں بچاؤں گا۔

اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے۔ اس طرح وہ بنی اسرائیل ٹھہرے۔ اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کر دوں گا کہ فرعون یعنی وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہیں اور ہامان یعنی وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہیں اور ان کے ساتھ کے لوگ جو ان کا لشکر ہیں یہ سب غلط ہیں۔ اور پھر فرمایا میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ یعنی فرشتوں کے ساتھ نشانوں کے دھولانے کے لئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا۔ یعنی اس وقت جب اکثر لوگ باور نہیں کریں گے اور کھینچ اور ہنسی میں مشغول ہوں گے اور بالکل میرے کام سے بے خبر ہوں گے تب میں اس نشان کو ظاہر کر دوں گا کہ جس سے زمین کا پتھر اٹھے گی۔ تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہو گا۔

مہاجرین کا پس منظر اور اس عظیم الشان اجتماع

از مہکم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہ مدرس مدرسہ اسلامیہ قادیان

عظیم الشان اجتماع عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ بقیع ہے۔ اس کے معنی ترک کرنا۔ آزاد چھوڑ دینا اور لغت میں اللہ سے ہے جب باب مفاخرہ سے یہ فعل بنایا جاتا ہے تو اس کے معنی روز قیامت کا ایک دوسرے پر لعنت ڈالنا ہوتے ہیں گویا انہوں نے اپنے بچے و بہنوں کو چھوڑ کر اپنا معاملہ خدا کی عدالت میں پیش کر دیا کہ اب خدا میں رنگ میں نیکو کرے کہ جو چھوٹا ہو اس پر خدا لعنت کی بار بار سے اور اسی روضہ سے اجتماع بھی نکلا ہے جس کے معنی عاجزی کرنا اور جوش سے ڈکا کرنا ہے۔ یعنی خدا کی عدالت میں معاملہ پیش ہونے کے بعد پھر اس کے لئے خدا کے حضور اپنے پورے جوش سے دعا کرتا ہے۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ کسی دیندار سے ایک فریضہ پر تمام جنت سے ہو جاتی ہے اور پھر بھی وہ اپنی ضد اور منہ دہری نہیں چھوڑتا تو آخر کار پھر بھی ایک طریقہ یہ جاتا ہے کہ دونوں فریقوں کو اپنا معاملہ خدا کی عدالت میں لے جائیں۔ چنانچہ نجران کے عیسائیوں سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ چھو ہوا اور ہر طرح ان پر تمام جنت ہو چکی تو وہ لوگ پھر بھی اپنی ضد سے باز نہ آئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ :-

فَمَنْ حَادَّكَ فِيهِ مِنْ بَنِي مَنَاةَ لَكَ مِنَ الْعَالَمِ فُكُلٌ تَعَالَوْا ذُنُوبَكُمْ فَنَسَآءُ فَنَسَآءُ اَنْتُمْ وَ اَنْفُسَكُمْ فَاَنْفُسَكُمْ فَنَسَبَلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْاَكْفَابِ بَيْنَ ۵ ذَل (ان ۱۶۷)

یعنی اب جو شخص تیرے پاس علم الہی کے آچکنے کے بعد بھی ہے اس کے متعلق کھٹ کرے تو تو اس سے کہہ دے کہ آؤ تم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنی سورتوں کو بلائیں

اور تم اپنی سورتوں کو۔ اور ہم اپنے نفوس کو اور تم اپنے نفوس کو پھر گڑگڑا کر دعا کریں اور جھوٹوں پر افسوس تاملے کی لذت ڈالیں۔ اس ارشاد پر بانی کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عیسائیوں کو دعوت، مہاجر دی۔ اور اس یقین کے ساتھ دعا کی کہ اگر یہ مہاجر کریں گے تو ایک سال کے اندر انہیں ہر جائی گے۔ چنانچہ آیت سے فرمایا :-

لَمَّا جَاءَ الْاَنْوَالُ عَلَى النَّصَارَى كَذَّبُوهُمُ حَتَّى يَمُوتُوا۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۵)

مگر نجران کے عیسائیوں کو اس مہاجر کہہ چکی کہ نہ کہ جرات نہ ہوئی اور وہ پیرا گئے۔ پس یہ پہلا مہاجر تھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق اور آیت کی سنت سے ایسا ہوتا ہے۔ اور اس کا اثر بھی معلوم ہوتا ہے کہ فریقین کے دعائے مہاجر کو تسلیم کر لینے کے بعد ایک سال کے اندر انہیں کا غیر معمولی نتیجہ ظاہر ہوتا ہے جو سچے اور جوش سے ہیں نمایاں امتیاز کر دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی طریق مبارک کے مطابق آیت کے رد معانی فرمایا۔ طویل حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سلسلہ عالیہ محمدیہ کے فائنٹ علماء مکہ میں مکتوبین پر پہلے تو دلائل و براہین سے تمام جنت کر دی۔ لیکن پھر بھی وہ تکفیر و تکذیب اور غلط فہمیاں اور جھوٹے الزامات پھیلانے سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کے اشارہ سے ۱۰ دسمبر ۱۸۹۲ء کو آپ نے ان ائمہ تکفیر کو مہاجر کی پہلی دعوت عام دی۔ اور مہاجر کے لئے چار ماہ کی مہلت دی جس کے اول مخاطب شیخ الکرملی مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور ان کے انکار کی صورت میں شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی تھے۔

ذکر ہو مہاجر رسالت جلد دوم ص ۱۳۱-۱۳۲) یہ دعوت مہاجر سے فرما فرمائے مگر علماء کو نہیں مگر ان میں سے کوئی بھی مرد میدان نہ بن سکا۔ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی نے اگرچہ آادگی کا عقیدہ کیا تھا مگر غزنوی خاندان کے اکابر خود گریز کر گئے اور ان کو بھی منع کر دیا حضرت سید موعود علیہ السلام نے ان کی آادگی کو غیرت جان کر ۲۶ مئی ۱۸۹۳ء کو ان مہاجر کے لئے جو فرمایا اور امرتسر کی عید گاہ کو مقام مہاجر مقرر کیا۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پر تمام جنت کے لئے اشد نعرہ بلند کیا کہ اگر وہ اس تاریخ کو شمال مہاجر نہ ہوئے تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے اپنے قوی تکفیر سے رجوع کر لیا ہے۔ اس پر وہ عبور و چند شرائط رکھ کر وہاں پہنچے گویا فرمودہ ہائیں دہراستہ ہوئے حضور کے خلاف نکل پڑے بھراؤ کرنے لگے جو شرائط کے خلاف تھا مگر مہاجر سے گریز کیا جب حضور علیہ السلام نے یہ گریز دیکھا تو خود ہی عید گاہ کا صاحب بننے لگے ساتھ مہاجر کے لئے کھڑے ہوئے حضور علیہ السلام میں مرتبہ ایسے دردناک پہلے یہ دعائے الفاظ دہرائے کہ عید گاہ آہ و فغان سے میدان شہر کا نمونہ بن گئی۔ اس مہاجر میں حضور نے مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کے خلاف کوئی بددعا نہیں کی بلکہ صرف اپنے متعلق یہ دعا کی کہ اگر میں اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ نے مجھے ہانک کر دے۔ اور پھر اپنے اعتقادات پر ایک زبردست اور مؤثر تقریر فرمائی۔ آیت کی یہ تقریر اس قدر اثر انگیز تھی کہ مولوی عبدالرشاد صاحب غزنوی کے ایک شاگرد منشی محمد یعقوب صاحب کی بیٹیوں نکل گئیں اور وہ نہایت لہانہ انداز میں ہاتھ پھیلائے حضور کے قدموں میں جا کر سے اور پھر جمع میں بیعت کر لی۔

حضرت سید موعود علیہ السلام کے مہاجر اور تقریر کا یہ فوری اور شیریں شریک تھا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان۔ اس کے بعد ۸۹۶ھ میں حضور علیہ السلام نے مخالفانہ لہروں اور سجادہ نشینوں کو دوبارہ مہاجر کی دعوت دی اور اس دعوت کے ساتھ حضور علیہ السلام نے مہاجر کے الفاظ بھی ار خود لکھ دیئے چنانچہ فرمایا :-

تاریخ اور مقام مہاجر کے مقرر ہونے کے بعد میں دن تمام اہل ایمان کو جو لکھ چکا ہوں اسے ہاتھ میں لے کر میدان مہاجر میں حاضر ہوں گا۔ اور جو لکھ کر نہ آیا وہی لکھ کر یہ اہل ایمان جو میرے ہاتھ میں تھا میری افترا ہے۔ رتو بانٹا ہے کہ میں نے ان کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے یا اگر پیش نظر فی و مادی میں اور تیرے تمام نہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گزرنے سے پہلے جسے وفات دے یا کسی ایسے غضب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو۔ اور اسی سے ہائی حفاظت نہ کر جب تک کہ موت نہ آجائے تا میری ذلت اظہار ہو۔ اور اگر میرے فتنے سے بچ جائیں گے تو میں انہیں چاہت کہ میرے سبب تیرے بند سے فتنہ اور خلاف میں یزید اور ایسے مغربی کا مرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اسے عظیم و خیر اگر وہ جانتا ہے کہ یہ تمام اہل ایمان جو میرے ہاتھ میں تھا تیرے ہی اہل ایمان ہیں گویا ان کو انہوں کو جو اس وقت حاضر ہیں ایک سال کے عرصہ تک تمہاری سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو جہنم اور کسی کو مغلوں اور کسی کو خون اور کسی کو شہ یا سگ، دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر اور جب میں

یہ جو عا کر چیکول تو دور توں
 فریق کہیں آئیں۔ ایسا ہی
 فرقی ثانی کی جماعت میں سے ہر
 ایک شخص جو مباہلہ کے لئے حاضر
 ہو جناب الہی میں یہ جو عا کر سے
 کہ اسے خدا سے عظیم و عزیز ہے
 اس شخص کو جس کا نام غلام احمد ہے
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مفتی اور
 کافر جانتے ہیں۔ پس اگر یہ
 شخصیں درحقیقت کذاب اور
 مفتی اور کافر اور بے دین ہے
 اور اس کے یہ الہام تیری طرف
 سے نہیں بلکہ اپنا ہی اشتراء ہے
 تو اس آستیا مرحوم پر یہ احسان
 کر کہ اس مفتی کو ایک سال کے
 اندر ہلاک کر دے تاکہ اس
 کے نکتے سے امن میں آجائیں اور
 اگر یہ مفتی نہیں اور تیری طرف
 سے ہے اور یہ تمام الہامات تیرے
 ہی منہ کی باتیں ہیں تو ہم پر جو ای
 کو کافر اور کذاب سمجھتے ہیں ڈکھ
 اور ذلت سے بھرا ہوا غلاب
 ایک برس کے اندر نازل کر اور
 کسی کو اندھا کر دے اور کسی
 کو جذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی
 کو نمون اور کسی کو مہرور اور
 کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ
 کا شکار بنا اور کسی کے مال پر
 آفت نازل کر اور کسی کی جان
 پر اور کسی کی عزت پر اور
 جب یہ دعا فریق ثانی کر چکے
 تو دونوں فریق کہیں کہ آئیں۔
 (انجام آٹھ صفحہ ۶۵-۶۶ طبع اول)
 اس کے ساتھ ہی حضور علیہ السلام نے
 یہ شرط بھی درج فرمائی کہ اگر
 میری بددعا کا اثر صرف امی صورت
 میں سمجھا جاوے کہ جب تمام
 وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں
 بالفاظ آویں ایک سال تک
 ان بلاؤں میں سے کسی نہ کسی
 بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر
 ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں
 کاذب سمجھوں گا۔ اگر یہ وہ ہزار
 ہوں یا دو ہزار۔ اور پھر آگے
 ہاتھ پر توبہ کریں گا۔ اور اگر یہ ہر
 گیب تو ایک خبیثت کے مرتبے
 سے دنیا میں ٹھنڈا اور آرام ہو جائے
 (انجام آٹھ صفحہ)

نشیون کو بددعا رجسٹری ارسال
 فرمائی۔ اور اس کے لئے یہ تجویز
 ہو رکھی کہ ان میں سے ہر شخص اپنے
 ہاں بیٹھے بٹھا۔ یہ اشتہارات اسکے
 ذریعے سے بھی مبادلہ کر سکتے ہیں۔
 لیکن انہوں نے اس درجہ سہولت کے باوجود
 کسی نے بھی اس بات کو قبول نہیں کیا
 اور انہی ارشاد و لائن پشیمانوں نے
 ابداً بے اعتنائی سے اپنے دینوں
 (یعنی اپنے ائصال و گرفتاری کی بنا پر)
 پر وہ ہرگز اس کی تمنا نہیں کر سکیں گے
 کے مطابق وہ موت کی تمنا نہ کر سکیں
 البتہ اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ حضرت
 خواجہ غلام فرید صاحب چاچا پڑاں شریف
 اور حضرت پیر صاحب انجم سید
 کے ان دونوں بزرگوں نے حضور
 کی صداقت کی گواہی دی۔
 لیکن سچ محمدی کے قلم سے
 نکلے ہوئے مذکورہ الفاظ بے اثر نہیں
 گئے۔ اگر وہ مباہلہ کی نوبت نہ آتی مگر
 مخالف علماء کو اس کی پاداش میں ان
 سزاؤں میں سے جو حضور علیہ السلام
 نے دعا سے مباہلہ میں بیان فرمائی
 تھیں کسی نہ کسی سزا کو بھگتنا پڑا
 چنانچہ مولوی رشید احمد صاحب گنوں
 پہلے اندھے ہوئے پھر سانپ کے
 ڈسنے سے مرے۔ مولوی عبدالعزیز
 صاحب اور مولوی محمد صاحب لدھیانوی
 جو مشہور کفر میں سے تھے صرف
 تیرہ دن کے وقفے سے یکے بعد دیگرے
 اسی جہان سے کوچ کر گئے۔ اور ان
 کا پورا خاندان اُجڑ گیا۔ مولوی محمد اللہ
 نسیم اور مولوی رسل بابا طاعون
 کا شکار ہوئے۔ مولوی عثمان
 دستگیر قصوری نے اپنی کتاب "فریق ثانی"
 صفحہ ۲۶-۲۷ میں آپ کے خلاف بددعا
 کی تھی۔ وہ کتاب کی اشاعت سے
 قبل ہی رقم اجل بن گئے۔ اور محمدین
 و کفرین میں سے اکثر حضور ہی کی
 زندگی میں تمباہ و برباد ہوئے۔ اور
 ۱۹۰۶ء تک ان مخالفین کی اکثریت
 کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور جو زندہ تھے وہ
 بھی کسی نہ کسی بلا میں گرفتار تھے۔ جس کا
 ذکر حضور علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی
 طبع اول کے صفحہ ۲۲ تا ۲۳ میں فرمایا
 ہے۔
 سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ہی کے غلام
 اور امتی حضرت مسیح موعود علیہ السلام
 کے اسی طریق پر جماعت احمدیہ کے
 موجودہ امام تمام سیدنا حضرت مرزا

ظاہرہ حضرت خدیجۃ امیرہ الابع ایده اللہ تعالیٰ
 بنصرہ و العزیز نے حکومت پاکستان کی
 طرف سے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی
 سرکردگی میں جماعت احمدیہ کے خلاف
 کذب و افتراء اور بہتان تراشیوں
 کا جو بلند تر خاصاً اپنے نازک
 (۱۹۸۸ء) کی صورت میں شائع کیا
 تھا اس کا مفصل، دلیل اور مستند
 جواب دے کر تمام محبت کے تمام
 آقاؤں کو پورا کر دیا۔ اور جب کفرین
 و کذبین ائمہ الکفر کی شوخیوں، شرارتوں
 اور ایذا رسائیوں تمام اخلاقی حدود کو
 پار کر گئیں تو اب اس معاملہ کو آخر کار
 آپ سنت نبویؐ کے مطابق اللہ
 تعالیٰ کی عدالت میں لے گئے ہیں
 اور اپنی جماعت کے ہر ہر فرد کی طرف
 سے کفرین و کذبین کو کھلا پیچہ در نہ
 مار جون ۱۹۸۸ء کو دعوت مباہلہ کی
 صورت میں دیا ہے۔ جس کا متن بدر
 کی اشاعتوں میں بھی شائع ہو چکا ہے
 اس پیچہ مباہلہ سے مخالفین و منافقین
 میں ایک کھلبلی مچ گئی ہے۔ اور وہ
 بوکھلاہٹ میں وحشت زدہ ہو کر
 مختلف لایعنی قسم کی شرائط اور
 غدروں سے دنیا کی آنکھوں میں دھول
 جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ
 اہتہاں کے معنوں کو پیش نظر رکھتے
 ہوئے انہیں خدا کی عدالت میں
 انتہائی سنجیدگی سے ساتھ لگا کر
 دعائیں کرنی چاہئیں لیکن اس کے برعکس
 یہ خود غلط قسم کے نام نہاد علماء
 اس پیچہ مباہلہ کا جواب بھی خود بخود
 کو بلائے طاق رکھ کر ہنریت شوقی
 کے ساتھ دے رہے ہیں۔ مگر
 دوسری طرف خدا تعالیٰ کی تقیر پر اپنے
 کہ شے ظاہر کر رہی ہے جس کے
 ہیبت ناک نتائج کا خوف دنیا
 دیکھ رہی ہے۔
 جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے حضرت
 امام جماعت احمدیہ نے مورخہ ۱۰
 جون ۱۹۸۸ء بروز جمعہ المبارک
 مباہلہ کا یہ پیچہ دیا اور ٹھیک ایک
 ماہ اندر سے ہر ۱۰ جولائی ۱۹۸۸ء
 کو ایک نرودہ زندہ ہو کر واپس آگیا
 یعنی وہ اس قسم قریشی جس کے بارے
 میں حکومت پاکستان اور اس کے
 زر خرید ملاں یہ جھوٹا وادیا کر رہے
 تھے کہ اس کو امام جماعت احمدیہ نے
 اغوا کر کے قتل کروا دیا ہے اور جس
 کے تعلق میں مولوی منظور چینیوٹی نے
 یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر یہ الزام غلام

نابت ہوا تو اسے ہر سر عام کوئی مادی
 جا سکتے۔ وہ ایران میں مقرر اور گنم
 زندگی گزار کر واپس پاکستان میں نمودار
 ہو گیا جس سے معاصرین احمدیت کے
 میل و ضرب۔ کذب و افتراء پریشہ
 دوایتوں اور ملک کے بھونے عوام
 کو گمراہ کرنے کی سیاسی چالوں کا پردہ
 فاش ہو گیا ہے۔ اور دشمنوں پر ایک
 موت وارد ہو گئی ہے۔ حضور ایده اللہ
 سے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔
 ایک شے کو زندہ کر کے
 مار دینے میں دشمن سارے
 پیچہ مباہلہ کا دوسرا بھیاں کتب نتیجہ پیرچہ کے
 سدا و نہ بعد فتنہ تکفیر کے سر غنہ اور
 فرعون زمانہ جنرل ضیاء الحق کی عداوت
 ۱۹۸۸ء کو عبرتناک ہلاکت کی صورت
 میں ظاہر ہوا۔ وہی صدر پاکستان جس
 نے نظام مصطفیٰ کے قیام کے بلند
 مانگے و عرصے تو بہت کئے لیکن اس
 کی کاوشیں صرف انسانی اور نعرہ بازی
 تاکہ ہی محدود رہیں۔ جس نے سخا
 تو ایک ہی نہیں بنا یا البتہ جالیس لاکھ
 احمدی مسلمانوں کو یک جہش قلم جبراً
 غیر مسلم بنانے کی کوشش کی۔ جس نے
 اسلامی نظام حکومت کی آڑ میں یہ غیر
 اسلامی زیاد کارنامہ سر انجام دیا کہ احمدی
 مسلمانوں کو جبراً نمازوں سے روکا۔ ان
 کی اذانوں پر پابندی لگادی۔ کلمہ طیبہ جو
 اسلام اور مسلمانوں کی روح اور جان
 ہے اس کے پڑھنے کہنے اور سینوں
 پر لکھنے کو قابل تعزیر جرم قرار دیا۔
 مسجروں کو مسجد کہنے سے روک دیا
 حتیٰ کہ السلام علیکم کے اسلامی شعار کو
 اختیار کرنا بھی قابل سزا قرار دیا۔ جس
 نے جماعت احمدیہ پر مظالم کا ایک لامتناہی
 سلسلہ جاری رکھا اور اس کے لئے اپنے
 پانچوں ملاؤں اور چندوں کو بے لگام چھوڑ
 دیا تھا۔ بددعا اور دشنام طرازی سے
 احمدیوں کے سینوں کو چھلنی کر دیا تھا
 حضرت امام جماعت احمدیہ نے یکم جولائی
 ۱۹۸۸ء کو بطور خاص جنرل ضیاء الحق کو
 دوبارہ اس امر سے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ
 جماعت احمدیہ پر ظلم و ستم ڈھانا چھوڑ
 دے ورنہ خواہ وہ مباہلہ کا پیچہ قبول
 کرے یا نہ کرے آپ وہ ائمہ الکفر کا
 سر غنہ ہونے کا وجہ سے خدا کے
 گرفت سے بچ نہیں سکتے۔ اور ایسا
 ہی توخ پذیر ہوا کہ غیر یقینی اور ناقص
 ہم حالات میں وہ اپنے لادشکر ہیبت
 فرعون مصر کی طرح خدا کے غضب کا نشانہ
 بنا۔ (باقی صفحہ ۲۵ پر)

دعوتِ اسلامی کی عظمت اور اہمیت

از مسکرم محمد محمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مدظلہ

چند سال قبل ہندوستان کی مختلف مسلم جماعتوں اور تنظیموں کو ایک پلیٹ نام پر جمع کرنے اور اس طرح کم از کم ساڑھے پندرہ سالوں میں ایک تاریخ ساز انقلاب پیدا کرنے کے لئے مجلس مشاورت کے نام سے ایک بہت بڑی جماعت بنائی گئی۔ اس مجلس کی پہلی تاریخی کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے اس کے صدر نے فرمایا:

یہ عزم و ارادہ ذیام غلبہ مشاورت لالہ قلعہ سے زیادہ مستحکم قطب منار سے زیادہ بلند تاج محل سے زیادہ نوبت و نورت اور ملکی وسعت سے زیادہ وسیع ہے اور اس کام کا میٹر ہم نے اٹھایا ہے۔

لیکن اس کے چند ہی ہفتوں کے بعد ان ہی صاحب صدر نے یہ اعتراف کیا کہ "اس میں جس جوش و خروش کے ساتھ ہم پہلے تھے وہ باقی نہ رہا نہ جماعتوں میں، اختلاف بنود غرضی اور مفاد پرستی کا شکار ہو گئی بہت سے اختلافات پیدا ہو گئے سخت ایوسی ہوئی دلی صدر پنچا اتنا ضرور کہوں گا کہ نئے مسلم جماعتوں سے بڑی مایوسی ہوئی۔ (اسی مایوسی اور نا امیدی کے ساتھ موصوفہ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ نا!) کچھ لوگ ہیں جو پارسی اور تفرس کا چوہہ بننے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو مذہب کے نام پر KALOT کر رہے ہیں جب تک یہ چیز ختم نہیں ہوگی ہندوستان میں مسلمان متحد نہیں ہوگا۔"

زناہ نامہ احمدیہ اردو ڈائجسٹ دہلی اپریل ۱۹۵۷ء

یہ صرف ایک مثال ہے کہ ان کو شمشوں اور کادشوں کے پیچھے کس قسم کا جذبہ کار فرما ہوا کرتا ہے۔ اور ان کا

نتیجہ کیا نکلتا رہا ہے۔ گویا مسلمانوں کی جہودی اور فلاح کے نئے کی گئی تمام کوششیں اور جہد و جہاد نامہ نامہ ہی ہوتی رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے سے ہٹتی ہوئی اس قسم کی کوششیں عیشہ نامہ نامہ نامہ ہی ہوتی رہی ہیں آخری زمانہ میں جب مسلمان افتراق اور اشتقاق کا شکار ہوں گے اور مسلمان ۲۰ فرقوں میں منتشر ہو کر غضب الہی اور جہنم کے شکار ہوں گے تو خیر صادق و رحمت للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف ایک جماعت کو نجات یافتہ اور اپنے مقصد میں کامیاب قرار دیا ہے۔ اس نجات یافتہ گروہ کی دو علامتیں ضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔

(۱)۔ **ما انا علیہ فاعلمانی**
وہ نجات یافتہ گروہ میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم چلنے والا ہوگا۔ یعنی آپ کے لائحہ عمل کو اپنانے والا ہوگا۔ (۲)۔ **وہی الجماعۃ**
وہ نجات یافتہ فرقہ ایک امام کے ماتحت متحد و متفق اور منظم الجماعت ہوگا۔

اب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے لائحہ عمل کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ هَذِهِ سُبُلِي اَنْ حُوِيَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی بِصِدْقٍ اَنَا وَاَوْصِيَائِي۔ (سورۃ یوسف آیت ۱۰۹)

(اے نبی!) تو کہہ دے کہ یہ سب لائحہ عمل ہے کہ میں دنیا کو دعوت الی اللہ دے رہا ہوں۔ اور جنہوں نے (سچے طور پر) میری پیروی اختیار کی ہے۔ (ان کا بھی یہی لائحہ عمل ہے) میں اور ہر ایک میرے صحابہ اور پیروکار (بصیرت پر قائم ہیں۔ اور یہ دعوت الی اللہ ایک امام کے پیچھے الجماعت بن کر متحد و متفق ہو کر

کی جانی چاہیے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کے اندر اجتماعیت کی بکھرتی اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کا واحد ذریعہ اعتصام بحبل اللہ قرار دیا تھا۔ اور اس زمانہ میں حبل اللہ سے مراد سوائے خلافت حقہ اسلامیہ کے اور کچھ نہیں۔

چنانچہ سیدنا حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اقتدوا بالذین عن بعدی
ابی بکر و عمر فانہما حلل اللہ
المعاد و عن تمسک بہما
فقد تمسک بالقصۃ
الوثنی لا انقضاء نہما۔

(انزالہ الخفاء ص ۲۷)
یعنی میرے بعد تم ابو بکر اور عمر کی خلافت کی اقتداء کرو۔ کیونکہ دونوں حبل اللہ (خدا کی رسی) ہیں جس سے ان دونوں کے ساتھ وابستگی اختیار کی اس لئے قابل اعتماد چیز کو مضبوطی سے پکڑ لیا جو کبھی ٹوٹنے کی نہیں چنانچہ آج جماعت احمدیہ اس حبل اللہ یعنی خلافت حقہ اسلامیہ کے ساتھ وابستگی اختیار کر کے دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا کرنے کے نتیجہ میں باوجود اس کے طوفانی تھپیڑوں کے زمیں آتی رہی اور ایک حکومت کی سطح پر بھی اس کو نیت و نالرد کرنے کے لئے بہت ساری کوشش کی جاتی رہی۔ لیکن نہایت شاندار رنگ میں شاہ راہ اسلام پر نہایت کامیابی سے دعوت الی اللہ کی عالمگیر مہم چلا رہی ہے۔

چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے سامنے دعوت الی اللہ کی تنظیم سیکھ رکھی اور اس کی اہمیت و عظمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اس مجاہد پر اعتقادی اور ایمانی

لحاظ سے گھپ اندھیر دلی ہے
بھٹکنے والی دنیا کو خدا کی طرف
بلانے کا کام آپ کو کرنا ہے۔ اس
عظیم جہاد کی بناء ڈالنے ہوئے
ایسے تاریک زمانہ میں خدا تعالیٰ
نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث
فرمایا اور آپ کے آگے کے ساتھ
وہ صحیح صادق ظہور پذیر ہوئی ہیں
کا وعدہ خدا تعالیٰ کے انبیاء اپنے
یاد نوشتوں میں دیتے چلے
آئے ہیں۔ اور آپ کے آنے
کے ساتھ وہ نور آیا جو آسمان
سے اترتا اور لوگوں کو سکینت
داطمینان بخشتا ہے۔ اور
آنکھوں کی بینائی اور قدروں کو
ثبات عطا کرتا ہے۔ آپ نے
بنی نوع انسان کو ان کے خالق
و مالک کی طرف بڑھا اور بندوں
کو اپنے رب تک پہنچانے کے
لئے اس سیدھے اور سچے اور
صاف راستے کی نشان دہی فرمائی
جس کا نام اسلام ہے اور خدا
تعالیٰ کی دی ہوئی بصیرت
اور طاقت اور عظمت سے
بھر پور نشانوں کے ساتھ یہ ثابت
کیا کہ اب زمین پر سپانہ مذہب
صرف اسلام ہے اور سچا خدا
وہی خدا ہے جو قرآن نے
بیان کیا ہے۔ اور ہیشہ کی روحانی
زندگی والا نبی اور جلال و تقدس
کے تخت پر بیٹھنے والا رسول
صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کے قلوب
میں بیٹھنے سے از جن کی پیروی
کرنے سے اور جن سے محبت
رکھنے سے انسان اپنے رب
کو پا جاتا ہے اور اس زندگس
میں ہی اس جنت کو حاصل کر
لیتا ہے جسکی خواہش ہر دل
میں موجزن ہے۔

پس آپ جو خود کو حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت
کہتے ہیں اور اپنے آپ کو مبعوث
صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم
الشان روحانی فرزند کے
جانشینوں میں شمار کرتے ہیں
ان کو اپنے ان بھائیوں
پر رحم نہیں آتا جن کی آنکھیں
ابھی تک اس نور کو دیکھنے سے
خروم ہیں اور جن کے دل اس کیف
سے نا آشنا ہیں اور اس لذت

سے بے خبر ہیں جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں بیٹھنے سے اور آپ کو اپنے دل میں ہٹھکانے سے ملتے نہیں۔ اور کیا آپ کا دن اپنے ان بھائیوں کے لئے درد میں نہیں کرتا جو اپنے پیدا کرنے والے رحمان اور رحیم رب سے دور دنیا اور اسی کے اندھیروں میں ٹھوکرین کھاتے پھر رہے ہیں اور جو اپنے رب کی نشا خفت سے بے شک وادب راحت اور آرام کے حاصل سے محروم ہیں۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ کے یہ بھائی بھی ان جنوں اور لڑکوں سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے طغیانی ملے ہیں۔ کیا آپ، کا یہ فرخ نہیں ہے کہ آپ اپنے بھائیوں کو بھی اسی گلشن کی طرف بلائی ہیں جس میں ہر قسم کی راحت اور ہر قسم کا آرام ہے کیا آپ کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ آپ تمام دنیا کے لوگوں کو اسلام کی سیدھی اور سچی راہ کی طرف دعوت کریں۔ اور انہیں بتائیں کہ یہ وہ راہ ہے جس پر چل کر وہ ہر دکھ اور ہر درد اور ہر تکلیف سے نجات پاسکتے ہیں جسکی تمہارے دل کو بیقرار رکھتی ہے۔

بس اس موقع پر میں آپ سے یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اپنے بھائیوں کے دکھ اور ان کی تکالیف کو اپنے دل میں محسوس کریں۔ اور انہیں بد عقیدگی اور دہریت کی ظلمت سے نکالنے کے لئے جدوجہد کریں انہیں اس روشنی کی طرف بلانے کے لئے کوشش کریں۔ جس نے آپ کے دلوں کو منور اور آپ کی آنکھوں کو روشن کر دیا ہے۔ اس پر قانع نہ ہو جائیں۔ کہ آپ نے سیدھے راستے کو اختیار کر لیا ہے۔ اور اس بات پر مطمئن نہ ہو جائیں کہ آپ آرام میں آگئے ہیں بلکہ پورے زور اور اپنی پوری قوت کے ساتھ اپنے بھائیوں کو فلاح اور کامیابی کی طرف جانے والے اس راستے کی طرف بلائی یاد رکھیں کہ کوئی خوشی ایسی

نہیں جو تہا منائی جاسکے اور کوئی راحت ایسی نہیں جس سے اکیلے لطف اٹھایا جاسکے۔ بس اپنے بھائیوں کو یہ وہاں خوشی اور راحت میں حصہ دار بنائی جو آپ حاصل کر چکے ہیں۔

خدا کرے کہ آپ میری بات پر کان دھرنے والے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والے ہوں۔ خدا کرے کہ آپ اپنے بھائیوں کے دکھ اور درد کو اپنے دلوں میں محسوس کرنے والے ہوں۔ اور خدا کرے کہ آپ انہیں ان کے رب تک لے جانے والے سیدھے راستے کی طرف بلا کر ان کے مصائب کا ازالہ کرنے والے ہوں۔ میں صرف زبانی تائید اور فریضی اطاعت کا قائل نہیں۔ اگر آپ عہد بیعت میں صادق ہیں تو میرا یہ پیغام سننے کے بعد ہر وہ شخص جس کے کانوں تک یہ آواز پہنچ رہی ہے اسے لازماً اسلام کا بیج بنا لیں اور خود ہمیشہ اپنے نفس کا مناسب کرنا ہوگا۔ جب تک ہر سال کسی کی دعوت الی اللہ کو خدا تعالیٰ سٹھے ہیں عطا نہ کرے نئے نئے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کی توفیق نہ بخشے اسے۔ میں نہیں بیٹھا چاہیے۔

الکاف عالم میں بسنے والے ہزارہا اعدی مردوزن اور پنگان نے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بضرہ العزیز کی اس آواز پر ٹیک کہا۔ اور ساری دنیا میں تبلیغ اسلام اور دعوت الی اللہ کا جال پھیلانے میں مصروف ہیں جس کے نہایت شیریں پھل انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی رنگ میں بھی حاصل ہو رہے ہیں۔ اس الہی تحریک کے نتیجے میں ہزاروں ہزار سعید مردوں کو آغوشِ احمدیت میں آنے کی توفیق ملی رہی ہے۔

آج ہم دنیا میں یہ حقیقت دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف مسلمان حکمران اور مسلمانوں کے سرمایہ دار جو اپنی دولت اور سرمایہ کو عیاشی میں پانی کی طرح بہا رہے ہیں تو دوسری طرف ایک غریب اور کمزور جماعت اپنے ام

کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے نہایت ہشاش بشاش دل کے ساتھ دعوت الی اللہ کے کام میں منہمک ہے۔

انفرادی طور پر داعین الی اللہ پر اس میدان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے افضال و اکرام کی جو بارش ہوئی ہے اس کی داستانیں بھی بہت لمبی ہیں۔ اس سلسلہ میں صرف ایک دو مثال ذیل میں درج کرتا ہوں۔

انگریزوں کے اسٹیٹن رینجمن خانانہ میں ایک ماہ کی خصوصی تبلیغی مہم کے دوران الہی تائید و نصرت کے حیرت انگیز ایمان افروز واقعات ظاہر ہوئے ایک احمدی دوست کو اس مہم میں شمولیت سے قبل ۱۹۷۸ء کی شدید تکلیف تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے وہ داعیان الی اللہ میں شامل ہو کر میدان عمل میں نکل آئے اللہ تعالیٰ نے انہیں خواب میں دکھایا کہ انہیں آپریشن کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ اور خواب میں ہی انہیں نے دیکھا کہ ان کا آپریشن مکمل ہو گیا ہے۔ اس واقعہ کے بعد انہیں ہرنیا کی جو تکلیف تھی وہ کلیتہً ختم ہو گئی۔ اور وہ مکمل طور پر صحتیاب ہو گئے۔

(انصر لندن ۱۹۷۸ء ص ۷۷)

اسی طرح انڈونیشیا کے ایک اعلیٰ تیلخ کے دوران پیش آنے والا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

ایک مرتبہ میں اپنی اہلیہ سمیت ایک علاقہ میں تیلخ کی غرض سے گیا اور خاصی دیر ہو گئی۔ گھر واپسی کے لئے سڑک کے کنارے کھڑا ہو کر ہم پبلک ٹرانسپورٹ کا انتظار کرنے لگے۔ آدھی رات ہونے کو تھی۔ اس لئے بظاہر امید نہ رہی اور پریشانی لاحق ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس مشکل سے نجات کے لئے دعا میں کسی میری بیوی نے ایک ٹرک کو آتے ہوئے دیکھا اور اشارے سے روکنے کی کوشش کی جو بہت تیز رفتاری سے جا رہا تھا۔ اس نے کچھ دور جا کر بریک لگا دی اور ہم نے یہی خیال کیا کہ اس نے کسی اور غرض کے لئے روکا ہوا ہے۔ ہم اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور ٹرک ڈرائیور کو واپس آتے دیکھا اور وہ ہمارے قریب آکر ٹرک گیا۔ اور کہنے لگا کہ میرے دل میں مذہب کے لئے بہت عزت

ہے۔ اور جب ایک عورت کو سڑک میں دیکھا تو یہی خیال کیا کہ یہ مذہبی ہے۔ اور اسی لئے ٹرک روک لیا۔ ہمیں ساتھ بٹھالیا۔ پھر راستہ بھر مذہبی معاملات پر تبادلہ خیالات ہوتے رہا۔ اسے احمدیت سے متعارف کروایا۔ سفر کے اختتام پر ہم نے اسے ایک جگہ تیار دینے کو کہا۔ لیکن اس نے اصرار کر کے اپنا سفر ترک کر کے ہمیں مشن ہاؤس پہنچا دیا۔ ہم نے اس کا بے حد شکریہ ادا کیا اور اسے سڑک پر پیش کیا۔

(انصر لندن ۱۹۷۸ء ص ۷۷)

اس قسم کے بے شمار واقعات دعوت الی اللہ کے میدان میں رونما ہوتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ اس سکیم کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

دعوت الی اللہ کی سکیم ہے اس سے خدا کے فضل سے انفرادی طور پر لوگوں نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ اور بعض جگہ جماعتی طور پر بھی وہ لوگ جو پہلے دعوت الی اللہ جانتے نہیں تھے ان کو دعوت الی اللہ کا طریقہ آگیا اس کا شوق بڑھا۔ لیکن اگر جالی عالم اسے مہینہ میں کم از کم ایک دفعہ اپنے اجندے میں شامل رکھتی اور بار بار جائزہ لیتی ساری مجلس عالم اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھے اور جائزہ لے لے کہ اس دور میں ہم نے کتنے احمدیوں کو داعی الی اللہ بنایا ہے۔ کتنے نئے دائروں میں جماعت کا پیغام پہنچا کی کوشش کی گئی ہے۔ کون سے علاقے تشنہ پڑے ہیں۔ کون کون سے گروہ ہیں جن کی طرف توجہ کرنا باقی ہے۔ یہ سارے کام اتنے بڑے ہیں کہ ایک فرد کا کام نہیں یہ بار بار بھول جانے والا کام ہے۔ اس لئے جماعتوں کے لئے ضروری ہے کہ جو نصیحت کی جائے وہ انفرادی طور پر بھی یاد رکھنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن اس سے بڑھ کر جماعتی طور پر یاد رکھنے کی کوشش کی جائے۔

(خطبہ فرمودہ ۱۹۷۸ء ص ۷۷)

نیز حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بضرہ العزیز دعوت الی اللہ میں کامیابی کا ذکر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

خلافتِ عالمی کی حیرت انگیز برکات

قریشی محمد فضل اللہ نائب مدیر مہمند

یہ شخص اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ میں خلافتِ حقہ کا سلسلہ جاری فرمایا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے لے کر اب تک اللہ تعالیٰ بشارت کے تحت جماعت احمدیہ کے بعد دیگرے خلافت سے وابستہ ہوتی چلی آ رہی ہے۔ ہر خلیفہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا عجیب سلوک نظر آتا ہے اور جوئیوں کسی خلافت کے دور میں جماعت کو مٹانے کی سازشیں کی گئیں اللہ تعالیٰ کی نصرت نے اسے ناکام و نامراد کر دیا اور معاہدین احمدیت جلد یا بدیر ذلت و رسوائی سے دوچار ہوئے۔ خلافتِ عالمی کے بارگاہِ دور میں اس خلافت نے ایک نیا روپ اختیار کر لیا اور انفرادی و اجتماعی مخالفت سے بڑھ کر سرکاری سطح پر شدت اختیار کر لی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت اس لحاظ سے مفرد حیثیت رکھتی ہے کہ آپ کی مخالفت کی باگ ڈور ایک ملک کے سربراہ نے خود اپنے ہاتھ میں لی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کی اس رنگ میں تائید فرمائی کہ وہ عبرتناک انجام سے دوچار ہوا اور جماعت کا کچھ بگاڑ نہ سکا۔ جسی قدر شدید مخالفت ہوئی اسی قدر خدا تعالیٰ کی طرف سے زیادہ انعام و اکرام نازل ہوئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت سے ہی شدید مخالفت اور دشمنی کی زینہ دو انہوں سے نپٹا دیا۔ اس کے باوجود ان جھڑپوں کے محقر دور میں جس قدر تعمیری کام ہوئے ہیں وہ بے شمار ہیں۔

خلافتِ عالمی کا دور اس لحاظ سے بھی انتہائی اہمیت رکھنے والا ہے کہ ایک طرف جو وہیں ہدی گزر چکی ہے اور پندرہویں صدی کا آغاز چل رہا ہے اور دوسری طرف احمدیت کی پہلی صدی اختتام کو پہنچ رہی ہے اور انشاء اللہ چند ماہ بعد ہی جماعت احمدیہ اپنی دوسری صدی میں سرخوردگی کے ساتھ خدا کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے داخل ہونے والی ہے۔

اس امر کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے دوسرے سال ہی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو سخت مخالفت اور مخالفین کے ناپاک عزائم کے پیش نظر نامساعد حالات میں رولہ سے ہجرت کرنی پڑی اور کھڑے قدر فضیل اسباب و افراد کے ساتھ آپ نے تبلیغی تربیتی تعمیری اور تنظیمی کام سر انجام دیئے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔ آپ کے اس مبارک دور میں احمدیت کی عظمت ان ترقیات کو دیکھ کر دشمنوں کی آنکھیں پھٹ گئیں اور حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور سابق صدر پاکستان نے علماء کو ساتھ لے کر اپنی مخالفت کو انتہا تک پہنچا دیا۔ حتیٰ کہ احمیوں کو تمام حقوق مذہبی و شہری سے محروم کر دیا اور مذہبی امور کی بجائے دنیا پر سزائیں اور جرائم عائد کئے گئے ہیں جن کا منہ لونا ثبوت پاکستان کی عدالتوں اور جلیوں میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن خلافتِ احمدیہ وہ شجرہ طیبہ ہے جسے خدا نے خود اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور اسے اکھاڑنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سب مخالفتوں کے باوجود نصرتِ الہی کی جھلکوں میں جس رنگ میں پوری جہاں مری عزیمت و استقلال حاصل ہوئی اور توکل و دعا کے ساتھ جماعت کی قیادت فرما رہے ہیں وہ تاریخِ احمدیت میں سنہری الفاظ کے ساتھ لکھی جائے گی۔

خلافتِ عالمی کی سب سے پہلی برکت جماعت کا ایک ہاتھ پر متحد ہونا ہے جس کے ساتھ ہی خوف کی حالت امن و اطمینان میں بدل گئی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلے خطاب جمعہ میں بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ "آئندہ خلافت کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت احمدیہ بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے۔ اب کوئی بزخاہ خلافت کا بال

ہیکا نہیں کر سکتا۔" تمکنتِ دین کے تحت جہاں دین متین کی اشاعت ضروری ہے اس کے ساتھ ہی اہل دین کی صحیح تربیت بھی انتہائی ضروری ہے۔ اور یہ بھی انجام پاسکتی ہے جب ایک واجب الاطاعت امام ہو اور وقتاً فوقتاً اجاب جماعت کو ان کی کمزوریوں سے آگاہ کر رہتا ہو۔ اسی امر کو مد نظر رکھتے ہوئے حضور نے جو تربیتی خطبات دیئے ہیں ان میں خاص طور پر مندرجہ ذیل امور پر سب سے بحث فرمائی اور نہایت مؤثر رنگ میں ان کے حسن و قبح پر روشنی ڈالی۔ مثلاً امانت، دیانت، عفو، صلہ رحمی، عبادت، توبہ، توکل علی اللہ، تقویٰ باریہ، عملی اخلاق پر قائم ہونا، تقویٰ کے زور سے آراستہ ہونا، قولِ سدید، ازدواجی زندگی کا عملی تصور، ستاری، صبر، بخل، غیبت اور چغلیوں سے اجتناب، حسین اسلامی معاشرہ کا قیام، اسلامی تہذیب کو مغربی تہذیب پر فائق کرنا، وقت کا صحیح مصرف، لین دین کے مالی معاملات کی درستی، نمازوں کی باسنڈی، نماز جمعہ کا التزام و اہتمام، قرآنی اصولوں کو منہجی سے پکڑنا، وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو شہسیر شہادت عطا ہو رہے ہیں اور جماعت کا دینی، اخلاقی اور روحانی معیار بلند ہوتا جا رہا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ خاص طور پر جماعت احمدیہ کے تقویٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہوئے کہ "میں خدا کا قسم کھاتا ہوں کہ اگر یہ جماعت متقی نہیں تو دنیا میں کبھی کوئی متقی نہیں رہے گا۔"

غرض بے شمار برکات ہیں جو ان رات جماعت احمدیہ کو حاصل ہو رہی ہیں۔ ۱۸ جون ۱۹۸۲ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور صرف ڈیڑھ ماہ بعد ہی یورپ کے

۹ ممالک کا تاریخ ساز دورہ فرمایا اور اسی دوران سات سو سال بعد تعمیر ہونے والی اسپین میں پہلی مسجد احمدیہ مسجد بشارت کا افتتاح فرمایا۔ دوسرا دورہ حضور نے مشرقِ بعید کے چار ممالک سنگاپور، آسٹریلیا، نیجی اور سری لنکا کا فرمایا۔ اس دورے کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ خلفائے مسیح موعود علیہ السلام میں سے آپ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے ان ملکوں پر قدم رکھنا فرمایا ہے۔ اسی دورے کے دوران حضور نے آسٹریلیا میں سدنی کے قریب بلیک ہاؤس کے مقام پر حجرہ مجدد دشمن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور اس سنگ بنیاد کے ساتھ ہی دنیا کے پانچ براعظموں میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آگیا۔

جماعت کی مساعی کا محاسبہ کرنے اور اسے بہتر بنانے کے لئے حضور نے ہر ملک میں مجلس شوقی قائم کرنے کا ارشاد فرمایا تاکہ جماعت کا ہر قدم قدم سے آگے ہو۔ اور سابقہ کارکردگی کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی خاموشی کو دور کیا جائے اور ترقی کی طرف قدم گامزن ہو سکے۔

خلافتِ عالمی کی عظیم شان برکات میں سے ایک یہ ہے کہ جماعت کا ہر فرد داعی الی اللہ بن چکا ہے بعض بالفضل اور بعض اچھی دلوں میں تڑپ رکھتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اللہ کے خلافت سے ہی دعوت الی اللہ کی طرف انتہائی زور دیا ہے۔ تاکہ جہاں جماعت توحید الیقین کے لحاظ سے ترقی کرے وہاں پڑانے اجاب جماعت کی بھی تربیت ہو۔ کیونکہ دعوت الی اللہ کرنے والوں کو پہلے اپنی اصلاح کرنی پڑتی ہے اور اپنے اخلاق و عادات کو سدھارنا پڑتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی جماعت میں ایک نئی بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ نا محمد اللہ علیٰ ذلالتہ۔

دعوت الی اللہ پر زور دیتے ہوئے حضور انور نے ایک مرتبہ فرمایا کہ "جو لوگ دعاؤں کے خط لکھتے ہیں وہ اگر اپنے خطوں میں اس بات کا بھی ذکر کر دیا کریں کہ وہ اللہ کے فضل سے داعی الی اللہ بن چکے ہیں اور انہوں نے دعوت الی اللہ کا کام سرشار کر دیا ہے تو ان کے خط میرے لئے بہتر ہیں۔" نذرانہ ہوں گے۔

حضرت امیر المومنین ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے
برکات خلافت پر روشنی ڈالنے کو لئے
اپنی ایک تقریر میں فرمایا۔
" خلیفہ جماعت کے لئے دعا میں
کیا کرتے ہیں۔ کیا تم میں اور ان میں
بہنوں نے خلافت سے روگردانی
کا سبب کوئی چیز ہے، کوئی بھی فرق
ہو گیا لیکن ایک بہت بڑا فرق ہے
اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص
کو بلا کر رکھنے والا تمہاری عفت
رکھنے والا تمہارے دکھ کو اپنا
دکھ سمجھنے والا تمہاری تکلیفوں
کو اپنی تکلیف سمجھنا جانتے والے
تمہارے لئے خدا کے حضور دعا میں
کونسا دعا ہے مگر ان کے لئے
نہیں۔ تمہارا اسے نہ مل سکے۔ دور
ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے بڑے
کے حضور نہ پڑتا ہے لیکن ان کے
لئے ایسا کوئی نہیں۔ "

و برکات خلافت
ہم میں سے ہر شخص کو وہ دعائیہ وجہ
سے پریشان ہو کر کوئی مشکل پیش
ہو کر پڑے اور وہ کے ساتھ اپنے آقا کو
مناظرت کر کے اسی کے انزال کے لئے
دعا کی درخواست کرتا ہے۔ اور غلطیہ
مناظرت ہم میں سے ہر شخص اس بات کے
گواہ ہیں اور تمہارے لئے یہی کہ خط
لکھنے کے ساتھ ہی ان کے دل کا سارا
روح اتر جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنا
مذہب فرماتا ہے اور مشکل دور ہو جاتا
ہے۔ اس وقت کون سا ایسا
نفسیہ راہنما ہے جو اپنے متبعین
کے ساتھ ایسا مشفقانہ سلوک
کرتا ہو۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ عنہ
خطوط خود بنفس نفیس ملاحظہ فرمائیں
اور اپنے دستخطوں سے جواب
بھی لکھ کر اپنے خدام کو شاکم
فرماتے ہیں۔ پیارے آقا کے
خطوط۔ خطبات اور مختلف مواقع
کے ہفتا ہفت ہمارے لئے نذرہ
جانفرا کی حیثیت رکھتے ہیں۔
خلافتِ رابعہ کے مبارک
دور میں جماعت احمدیہ نے جس شرف
کے ساتھ ترقی کی ہے وہ بعض پہلوؤں
کے اعتبار سے نہایت حیرت انگیز
اور بے نظیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے
فضل و کرم سے اب تک ۱۱ ملکوں
میں احمدیت کا پورا لگ چکا ہے
بلکہ متعدد ملکوں میں تو ایک ہزار
دو ہفتے کی صورت سے اختیار کر گیا ہے۔
اور یہ وہ ہے جسے ہزاروں سال کی

سال کی نسبت سے نہ گنی ہوئی
جہازوں سے۔ بلکہ ۱۸۵۰ء میں
انگلو تو تین گت بڑھ چکی ہے
پھر عادت قرآن کے سلسلہ میں
سچی خلافت رابعہ کے مبارک دور میں
ثمالی کام ہو کر ہے مستقبل قریب
میں ۵۰ زبانوں میں مکمل قرآن مجید
کے تراجم کی اشاعت عمل میں آجائے گی
جبکہ ۱۱۳ زبانوں میں قرآن کریم کا
تین سو مختلف آیات کے تراجم کی
اشاعت کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔
اسی طرح دنیا کی اہم زبانوں میں
بیادیا اور لٹریچر کی اشاعت
کا کام بھی تیزی سے جارح ہے۔
اسی طرح خلافت رابعہ کے مبارک
دور میں اب تک جو بارگاہِ اعظم
تحریرات ہوئیں ان سے بھی بیشتر
برکات نازل ہوئیں۔ ذیل میں
ان تحریرات کا خلاصہ ذکر کیا
جاتا ہے۔

۱۔ تبلیغی و تربیتی اداروں کے دیگر
امور کے لحاظ سے منصوبہ بندی کمیشن
کا قیام۔
۲۔ ہر فرد کو دعائیہ انی اللہ بننے کی توجیہ
۳۔ وقفہ عارضی کی تحریک۔
۴۔ ٹریڈنگ و مانیٹرنگ سٹیشن
کے قیام کی تحریک۔
۵۔ تبلیغی و تربیتی خطبات کے
کمیشنوں سنانے کی تحریک۔
۶۔ غیر ملکی زبانوں پر عبور حاصل
کرنے کی تحریک۔
۷۔ احباب جماعت پاکستان کی تحریک کہ
تحریک جدید کے وعدے سے پیش لاکھ
تک پہنچائیں۔ چنانچہ وعدے ۲۲
لاکھ سے بڑھ کر ۳۰ لاکھ ۲۰ ہزار
سے زائد ہو گئے۔
۸۔ بیرون پاکستان جماعتوں کو تحریک
کہ تحریک جدید کے بحث کو چارگنا
بڑھایا جائے۔ چنانچہ یہ نذرہ بھی
۱۱ لاکھ سے بڑھ کر ۵۲ لاکھ ۲۰ ہزار
سے زائد ہو گیا۔
۹۔ تحریک جدید کے دفتر اول کے
مروجہ مجاہدین کا نام زورہ رکھنے کی
تحریک۔ تحریک جدید کا بٹ ۱۸۲
تک ایک کوڑے سے تجاوز کر چکا تھا۔
۱۰۔ بیوت الخیر و منصوبہ کی تحریک
اور ایک کرڈر ویسے کا مطالبہ
جب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے
ایک لاکھ روپے کا وعدہ فرمایا۔
۱۱۔ رسالہ ریلوے آف ریلیجنس کے
مصلحت حضور نے ۱۸۲۰ء کے

ہیں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی خواہش پر اسے دس ہزار کی
تعداد میں شائع کیا جانا چاہیے۔
(اس تحریک کے ساتھ ہی ایک مخصوص
احدی نے درخواست کی کہ حضور
اگر اجازت مرحمت فرمائیں تو میں
اس کی دس ہزار کی تعداد میں اشاعت
کا فریضہ بر عاتق کرنا چاہتا ہوں
حضور ایدہ اللہ عنہ اسے منظور فرمایا)
۱۲۔ تراجم قرآن کے لئے اشاعت
قرآنی فنڈ کی تحریک۔
۱۳۔ عربوں میں تبلیغ اور ان کے
لئے خصوصی ڈعاؤں کی تحریک۔
۱۴۔ باشریح چند جہات کی اور ملکی
کی تحریک جس کے نتیجے میں جماعت
کا بھٹ لگایا گیا بڑھ چکا ہے۔
۱۵۔ نماز باجماعت کی پابندی اور
اس کی ظاہری و باطنی حفاظت
کی تحریک۔
۱۶۔ نماز جمعہ کا التزام اور احترام
کرنے اور ایک لئے اپنے کاموں سے
خصمی لینے اور چھٹی کا حق تسلیم کرنا
کی تحریک۔
۱۷۔ نمازوں اور دعوت الی اللہ
کا جائزہ لینے کے لئے جمعین میں
ایک مرتبہ ذیلی تنظیموں اور جماعتی
جلس عامہ کی مشترکہ میٹنگ
منظور کرنے کی تحریک۔
۱۸۔ ستورات کو پردہ کا ہر ممکن
اتہام کرنے کی تحریک۔
۱۹۔ بدر موم کے خلاف جہاد
۲۰۔ آئندہ نسلی کی تربیت کے
لئے خصوصی جہاد کی تحریک۔
۲۱۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے جلسوں کے کثرت، القادری تحریک۔
۲۲۔ دو سال میں پیدا ہونے والے
بچوں کی خدمت دین کے لئے وقف
کرنے کی تحریک۔
۲۳۔ عیدالجنین اشک کے سلسلے
میں کم از کم سو بیتائی کو گود لینے
کی تحریک۔
۲۴۔ توسیع مکان بھارت فنڈ
۲۵۔ سیدنا بلال فنڈ کا قیام
۲۶۔ نئے یورپین سرائے اور
۲۷۔ کمپیوٹر ٹائپ رائٹر جدید پریس
کے قیام کے لئے مالی تحریک۔
۲۸۔ تحریک جدید کے دفتر جہاد کا
۲۹۔ اجراء اور وقف جدید کو عالمگیر
تحریک بنانا۔
۳۰۔ شدھی کے خلاف جہاد
۳۱۔ افریقہ کے مظلوم باشندوں

کی خدمت کے لئے نصرت جہاد کی تحریک
کی تحریک۔
۳۲۔ عیدالجنین اشک کی تیاری
۳۳۔ مبادلہ کی کامیابی کے لئے ڈعاؤں
اور امتثال کی تحریک
۳۴۔ حضور ایدہ اللہ عنہ ابتدائے خلافت ہی
سے عالم انسانیت اور باطنی عالم اسطفا
کی فلاح و بہبود کے لئے ڈعاؤں کی تحریک
فرماتے ہیں۔ صرف آٹھ ہی نہیں بلکہ عالم
اسلام کی بہبودی کے لئے۔ عیدالجنین
کی گیس لینے بالخصوص پاکستان میں
علماء اور حکومت کی طرف سے مخالفت
کا سلسلہ بڑھ چلا گیا۔ حضور ایدہ اللہ عنہ
نے اتمام حجت کی غرض سے ۲۰ مارچ
۱۹۸۴ء کو جماعت احمدیہ کی طرف سے
سارے علماء کو چیلنج کیا کہ وہ نصرت
مسیح موعود علیہ السلام کے بافعال قسم
اٹھالیں کہ وہ جماعت احمدیہ کے خلاف
جو پروپیگنڈہ کر رہے ہیں اسی میں
وہ جھوٹے نہیں ہیں اور اگر جھوٹے ہیں
تو ان پر خدا کی لعنت ہو چھریں گے
خدا کی تقدیر کیا ظاہر کرتی ہے۔
(تبدیل ۱۹ اپریل ۱۹۸۴ء)
لیکن کوئی بھی سامنے نہیں آیا اور نہ
ہی مخالفت میں کوئی آئی۔ بلکہ
مشدید سے شدید ہوتی چلی گئی۔
تب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ
۱۹۸۸ء کو تمام مکتفرین، مکذبین
اور منافقین، احمقیت کو مبادلہ کا چیلنج
دیا اور فرمایا۔
" باوجود اس کے کہ بار بار اس قوم
کو ہر رنگ میں سمجھانے کی کوشش
کیا اب میں مجبور ہو گیا ہوں کہ
مکذبین و مکذبین اور ان کے
سربراہوں اور ان کے ائمہ کو
قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق حق و
باطل میں امتیاز پیدا کرنے کی
خاطر مبادلہ کا چیلنج دوں۔
حضور کا یہ چیلنج کثرت طبع کو لاکھ
گھر گھر بالخصوص ہر مذہب اور مکتبہ تک
پہنچا گیا۔ اس چیلنج کے سوا اور کو
کے اندر خدا تعالیٰ کی طرف سے دو
عظیم نشان نشان ظاہر ہوئے جو عالم
احمدیت کے لئے بھلائی کا موجب بنے
اور پاکستان میں مخالفت کا علمبردار
عبرت تک انجام سے دوچار ہوا۔
اب ضرورت ہے اس امر کی کہ ہم
عبادت کا حق ادا کریں اور امتیاز کو
انتہا تک پہنچادیں تاکہ خدا تعالیٰ کی
تائید نصرت کے لئے وہی نشانات ظاہر ہوں

احمدیہ صد سالہ جشن شکر

۱۸۸۹ - ۱۹۸۹

موزنہ مارچ ۸۹ کو نقلی روزہ کا اہتمام

۲۲/۲۷ مارچ کی درمیانی شب کو نماز تہجد باجماعت کا اہتمام

یہ حق اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے باوجود معاندانہ سلسلہ کی طرف سے شدید مخالفت خصوصیت کے میں شاندار طریق پر اجماعت کی پہلی درمیانی شب کی توفیق عطا فرمائی۔ لہذا اللہ جل شانہ کے حضور نذرانہ عقیدت و شکر پیش کرنے کے لئے دنیا کے تمام احمدی افراد جماعت احمدیہ کی پہلی حدیث کے اہتمام اور دوسری حدیث کے استقبال کے موقع پر ۲۲ مارچ ۱۹۸۹ء کو "نقلی روزہ" کا اہتمام کریں۔

اسی طرح ۲۳/۲۷ کی درمیانی شب کو خاص طور سے نماز تہجد باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کریں۔ خواہ خواہستہ کہیں ایسا ممکن نہ ہو تو وہاں افراد الگ گھروں میں ہی نماز تہجد ادا کریں۔

مشائق احمدیہ
سیکرٹری مرکزی ادارہ اعلیٰ دہلی صد سالہ جشن شکر لائن

یہ صدائے حقیرانہ تھی آشنا بھلتی جاہلیگی شنس جہت میں سدا
تیری آواز سے دشمن بد نوا و قدم دور دو زمین بل جائیگی

از منظوم کلام حضرت مرزا طاہر محمد امام جماعت احمدیہ
برسوقہ جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء

THE DAILY MILLAT

THE DAILY MILLAT STUDIO 4, 17 HOLL STREET HACKNEY.
LONDON E9. 7GX Telephone 01-986 8143/67/61 Telex 927325
REGISTERED AS A NEWSPAPER AT THE POST OFFICE.

25P Wednesday 16th November 1988

تین ماہ سے بھی کم عمر میں جیل فیضانہ کا دور گزار احمدیہ بابر بن گیا
جیل فیضانہ کے تیری ساتھی ہیں اس کا نام ایسے سے گھبرانے لگے ہیں زائر کا تبصرہ ۱۵ عدالتوں نے جیل فیضانہ
کے ہر بڑے اقدام کو غیر قانونی قرار دے کر فیضانہ ازم کا فائدہ کر دیا،

اسلام آباد اور اٹارڈ جیل فیضانہ کی ہلاکت کو ابھی میں ماہ نہیں ہوئے ہیں کہ اس کا کیا یہ سادہ دور اقتدار
پاکت اور میں ایک تبصرہ بار میں گیا ہے اور جیل فیضانہ جس نے کیا یہ سال قبل ذوالفقار علی بھٹو کو موت کے
گھاٹ اتار دیا تھا انتخابات میں سب سے بڑی قوت بن گیا ہے آج کل کے ساری انجلی کیشن میں جیل
فیضانہ کا نام اب اس کے دوستوں نے بھی لینا چھوڑ دیا ہے یہ تبصرہ اٹارڈ کے نمائندے اور لیور وائس نے
اسلام آباد سے بھیجا ہے تبصرہ میں کہا گیا ہے کہ ایک سفارت گاہ نے کہا کہ جیل فیضانہ کا نام لوگوں
کے دل و دماغ تو ہو گیا ہے جیل فیضانہ کی ہلاکت کے بعد ان کی ہلاکت خیز اور ظلم زدہ دوسرے ہر بڑے
دور کی یاد دہانی میں سب سے بڑا کردار عدالتوں نے سر انجام دیا ہے جیل فیضانہ کے جاری کردہ
تمام تبصرے فیضانہ کو غیر قانونی قرار دیا اور لوگ فیضانہ کا نام سے بھی متنفر ہو گئے حتیٰ کہ فیضانہ
ازم کے نام پر قائم ہوئے وہ اسلامی جمہوری اتحاد کے لیڈر ہیں جیل فیضانہ کا نام نہیں لیتے تاکہ ان کے ایک
لیڈر آغا مرتضیٰ پر جانے کہا ہے کہ جیل فیضانہ کا نام فوجی ڈکٹیٹر کا نام ہے اور اب ہم جمہوریت کی طرف
جاسا ہے ہم صرف نواز شریف نے چند تقاریر میں جیل فیضانہ کا نام لیا ہے لیکن وہ بھی جیل فیضانہ
کا ذکر تو کرتے ہیں اور جیل فیضانہ کی ہلاکت پر جنازے میں لاکھوں افراد شرکت ہوئے
اور اس کو شہید کہا جانے لگا تین ماہ کے اندر اندر تاریخ کے اوراق میں دفن کر دیا گیا۔

بقیہ دعوت اولی اللہ... خدائے جس نعمت کا وعدہ فرمایا ہے کہ جو حق درہوتی
لوگ اسلام میں داخل ہوں گے اس نعمت سے پہلے اولاً صبر کی تلقین فرمائی ہے اور بتایا
ہے کہ صبر کرنے والوں کے سوا دوسرے لوگ اس عظیم الشان فتح کو نہیں دیکھ سکیں گے۔
(خطبہ فرمودہ ۱۱ دسمبر ۱۹۸۷ء)

بقیہ مہا بھارت کا پس منظر

جیکہ ہر کیونیس سی۔ ۳۰۔ جیسے مضبوط ترین طیارے کے پرچے
اڑ گئے اور اس دشمن اجماعت اور اس کے شرکاء کا
جزاوں کے چیتے سے چاروں طرف بکھر کر گوسا گوسا امریکی طرز میں کرنا لگے ہو گئے حضرت
سیخ سرخو نے ایسے ہی دشمنوں کے لئے فرمایا تھا کہ

مڑے بھی تو تھے سب دشمن اجماعت ہمارے گرد پئے اویٹھے منہ سے
مقابل پر میرے پر بنگ ہار سے کہاں مرنے کے پر تھے ہی ہار سے
شریروں پر پڑے ان کے شرارے دن سے لگ کے مشہد ہمارے
انہیسی ما تم ہمارے گھر میں شادی
کشتیاں آؤدی آخری الاغبارت

اسی برس میں بلکہ پہلے مہا بھارت کے قریب تین ماہ بعد ہندو پاکتان کے علاقوں میں سینا پکا
زبردست تباہ کاریاں ہی انہی تقدیر کی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ اب بھی وقت ہے کہ وہ
اپنے اندر سب ملی پیدا کریں۔ سوزی اور شرافت چھوڑ کر توڑے نضوب اختیار کریں اور خدا کے
آستانہ پر سجدہ ریز ہو کر گڑ گڑائیں۔ عاجزی اور انکساری اختیار کریں اور ہم الزام کی آواز
پر لیک کہیں گے کہ اس میں ان کی نجات اور خوشحالی مضرب ہے۔ ورنہ نوسشتہ تقدیر تو ہر
حالی پورے ہو کر رہیں گے۔ خدا کا تہراب جوش میں ہے اور وہ وقت آچکا ہے جب
اللہ تعالیٰ کی یہ بات اپنی پوری شان سے مرتع جوت بن کر چھو گئی ہے۔
"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا سے
قبول کرے گا اور بڑے زور اور مہول سے اس کی سپاہی کا ہرگز ہے۔
ان حالات میں جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ عبادت اور دعاؤں میں اپنے
اجتہاد کو انتہا تک پہنچا دے کہ جس سے خدا کی مددیں نازل ہوں اور دنیا
عظیم الشان نشان دیکھے۔ اور حق وعدل وقت لاہول بالا ہو اور جوتے کا منہ کاٹے۔"

بقیہ صفحہ ۱۵

قسم کی HEROIN مہیا کرتا تھا... پانچ سال قبل
جب جیل فیضانہ نے ذوالفقار علی بھٹو کو چھانسی دی
اس وقت تک HEROIN سے پاکتوں کا آشنا تھا لیکن آج بھلا لاکھ پانچ ہزار لوگ
پاکتوں کی HEROIN کو استعمال کرتے ہیں۔ ان اللہ و ان الیم بر جوتوں۔ لیکن
جو اجماعت حقیقی مغزوں میں خدمت اسلام اور نظام مصطفیٰ دنیا میں قائم کر رہی ہے
اس پر مذکورہ بالا کردار کے حامی لوگ عالم کی انتہا کر رہے ہیں۔
کچھ اور بڑے گئے جو نہ میرے تو کیا ہوا
یوس تو نہیں ہیں طوع سحر سے ہم

انہیسی ما تم ہمارے گھر میں شادی
کشتیاں آؤدی آخری الاغبارت

انہیسی ما تم ہمارے گھر میں شادی

انہیسی ما تم ہمارے گھر میں شادی

انہیسی ما تم ہمارے گھر میں شادی

انہیسی ما تم ہمارے گھر میں شادی

انہیسی ما تم ہمارے گھر میں شادی

انہیسی ما تم ہمارے گھر میں شادی

انہیسی ما تم ہمارے گھر میں شادی

انہیسی ما تم ہمارے گھر میں شادی

انہیسی ما تم ہمارے گھر میں شادی

انہیسی ما تم ہمارے گھر میں شادی

شیرازاد الشقوی

تاجر کلکار سب سے بہتر زاراد راہ شقوی ہے۔

MOHAMMED RAHMAT Phone: 40 896008.

SPECIALIST IN ALL KINDS
OF TWO WHEELER
MOTOR VEHICLES.

AZ

45-B. PANDUMALI COMPOUND.
DR. PHADKAMKAR MARG. BOMBAY. PHONE: 400308

يٰۤاَيُّهَا رَبِّكَ رَبِّكَ نُوحٍ اِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ { تیری مدد وہ لوگ کریں گے }
 { جنہیں ہم آسمان سے ہی کریں گے }
 (الہام حضرت یحییٰ علیہ السلام)

پیشکش ہے { کرشن احمد گونم احمد اینڈ برادرز سٹاکسٹ جیون ڈریسٹرز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۵۶۱۰۰ (اڈیسٹا)
 پروپرائیٹرز۔ شیخ محمد انس احمدی۔ فون نمبر۔ 294

”بادشاہ پیر کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“
 (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GHULAM HADI & BROTHERS, READYMADE GARMENTS DEALERS
 CHANDAN BAZAR, BHADRAK, Dist. - BALASORE (ORISSA)

فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے { ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ
 احمد الیکٹرانکس گولڈ الیکٹرانکس
 کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر) انڈسٹریل روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایکپائٹریڈیو ٹیے ڈک۔ اوشا پنکھراجے سلائی مشین کے لیے اور پروکے

ہر ایک سیکی کی سر تقویٰ ہے!
 (شعار)

پیشکش ہے۔ ROYAL AGENCY
 PRINTERS, BOOKSELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS.
 CANNANORE - 670001, PHONE NO. 4498.
 HEAD OFFICE: P.O. PAYANGADI - 670303. (KERALA)
 PHONE NO - 12.

پندرہویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے!
 (حضرت خلیفۃ المسیح ابراہیم ثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
 پیشکش

SAIRA Traders
 WHOLESALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS.
 SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD - 500002.
 PHONE NO. 522860.

”قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔“ (ملفوظات جلد ۱۰ ص ۱۰۰)

الائید گلوبل پروڈکشنز
 بہترین قسم کا مگلو تیار کرنے والے
 نمبر ۲۴/۲۴/۲۴ عقب کاجی گورہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ۲۰ (انڈیا پوسٹ)
 (فون نمبر: ۲۲۹۱۶)

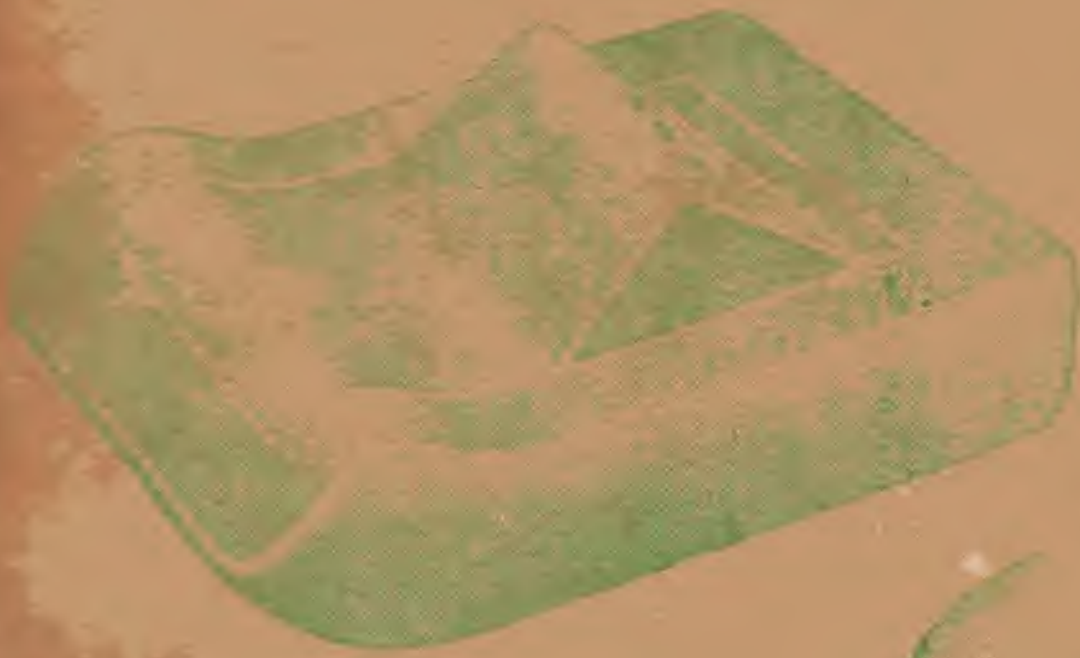
نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے!
 (ملفوظات حضرت یحییٰ علیہ السلام)

MIR®
 CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ریشمیت ہوائی چیل نینز برپلاسٹک اور کینوس کے ہوتے!

BANI[®]

موتور گاڑیوں کے پرزوں کی بات



1956-1981



ESTABLISHED 1956

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

AUTOMOTIVE PARTS MANUFACTURERS

HEAD OFFICE - **BANI HOUSE** 36 TOPSIA ROAD (NORTH)

CALCUTTA 700 036 PHONE : 43-5206 43-5137

CITY SHOWROOM 5 SOOTERAIN STREET CALCUTTA 700072 PHONE : 27-2186 CASE : AUTOMOTIVE

دعاؤں کے محتات :- بیظفر امجد بانی، مظفر امجد بانی، ناصر امجد بانی و محمود امجد بانی
پسران میان محمد یوسف صاحب بانک مرکزی و منفسور